اسلامی صورت

از قلم

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صورت

اسلامی صورت

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت ——— 2006ء

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان

ابوبکر قدوسی نے موڑوے پریس سے چھپوا کر شائع کی۔
Ph:042-7230585-7351124
Email: qadusia@brain.net.pk

فہرست

عنوان	صفحہ
قرآن کریم اور مسئلہ ریش مقدس	۲۳
مسئلہ ریش اور نبی ﷺ کی قولی حدیثیں	۴۰
فطرت یعنی داڑھی کا بڑھانا فطرت سے ہے	۴۲
داڑھی بڑھانے کا حکم	۵۸
لفظِ لحیہ کی تحقیق	۵۸
لفظ اعفاء کی تحقیق	۶۰
ایک وہم اور اس کا ازالہ	۶۱
بحث الامر	۶۴
دفع دخل مقدر	۶۶
مسئلۃ ریش اور نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ	۷۰
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۷۶
ایک شبہ اور اس کا جواب	۷۹
مسئلۃ ریش اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم	۸۳
طبی نقطہ نظر سے داڑھی منڈانے کے مضرات	۹۱
مونچھ ترشوانا	۹۵
سر کے بال	۹۶
سفید بال	۹۷
خضاب	۹۹
اسلامی لباس	۱۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَانَكَ يَا مَنْ زَيَّنَ السَّمَاءَ بِالنُّجُوْمِ وَالْكَوَاكِبِ وَزَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰى وَالشَّوَارِبِ وَالنِّسَاءَ بِالْقُرُوْنِ وَالذَّوَائِبِ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اَرْسَلَهٗ هَادِيًا لِلْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اقْتَدَوْهُ بِالْمَصَائِبِ وَالنَّوَائِبِ۔

اَمَّا بَعْدُ

بزرگانِ ملت و برادران اسلام! اسلام کا آفتاب چمکنے سے پہلے تمام دنیا پر کفر و شرک و وہم و بت پرستی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ زمین میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں نیکیوں اور بھلائیوں کا رواج ہو اور کوئی ایسی قوم نہ تھی جو سیدھی راہ پر چلنے والی ہو۔ ایران میں دو خدا مانے جاتے تھے اور آگ کی پوجا ہوتی تھی۔ مرد کے لئے ماں بیٹی حلال سمجھی جاتی تھی۔ چین میں بدھ مذہب پھیلا ہوا تھا جس میں خدا کا انکار اور انسان کی پوجا کی جاتی تھی۔ افریقہ اور امریکہ میں وحشی قومیں آباد تھیں۔ جن کا مذہب بتوں اور خبیثوں کی پوجا تھا۔ یورپ میں بگڑا ہوا عیسائی مذہب رائج تھا۔ جس میں ایک خدا کی بجائے تین خدا بنائے گئے تھے۔ گرجوں میں بجائے خدا کی عبادت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی پوجا ہوتی تھی۔ یہی حال یہودیوں کا تھا کہ انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو چھوڑ کر اپنی ایجاد کی ہوئی باتوں پر چلنا اختیار کر لیا تھا اور طرح طرح کی دوسری مذہبی اور اخلاقی خرابیوں میں گرفتار تھے۔ اور ہندوستان میں تو چھتیس ۳۶ کروڑ دیوتا کی پوجا کی جاتی تھی۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ چیز یہاں تک کہ گوبر تک پجتا تھا اور عرب کی حالت تو تمام دنیا سے خراب تھی۔ جہالت کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ حلال و حرام میں کوئی تمیز ہی نہ تھی۔ بیٹا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنی حقیقی ماں کے سوا اس کی دوسری بیویوں (سوتیلی ماں) کو اپنے لئے حلال سمجھتا۔ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ ستاروں کو پوجتے تھے۔ بت پرستی تو ان کے دل و دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھی۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔

اور گھر گھر ایک ایک بت خدا بنا ہوا تھا۔

فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

جو ان کی دن رات کی دل لگی تھی شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی

اور عورتیں بیت اللہ کا طواف ننگی کرتیں۔اور نہایت شوخی سے کہتی تھیں۔۔

اَلْیَوْمَ یَبْدُوْ بَعْضُهٗ اَوْ كُلُّهٗ فَمَابَدَا مِنْهُ فَلاَ اُحِلُّهٗ

اور مرد بیت اللہ میں بجائے نماز کے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے۔

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلاَّ مُكَاءً وَّتَصْدِیَةً﴾ (قرآن مجید)

اور ان کی نماز ہی کیا تھی خانہ کعبہ کے پاس سوا سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے۔

اور لکھنے پڑھنے سے بالکل بے خبر تھے۔ تہذیب و تمدن سے ناواقف تھے۔ ان جملہ عیوب کی وجہ سے گویا عرب تمام برائیوں کا مجموعہ تھا

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت

اور رحمۃ للعالمین نبی الامی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیَاتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ﴾۔ (سورہ جمعہ)

وہی خدا ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک پیغمبر انھیں میں سے جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیتیں۔اور ان کو پاک بناتا اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی کی باتیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ان عرب والوں سے فرمایا کہ تم جہالت 'افلاس 'نفاق 'شقاق 'غلامی اور بداخلاقی وغیرہ کے مرض میں مبتلا ہو۔اور ان چیزوں نے تمہارے اعضاء کو معطل کر دیا ہے۔میں حکیم حاذق ہوں اور سب سے زیادہ صحیح مزاج ہوں۔اگر تم ان امراض سے تندرستی

کے خواہشمند ہو اور دائمی صحت حاصل کرنی چاہتے ہو تو مجھ جیسا ہونے کی کوشش کرو- جس قدر قول و فعل میں مجھ سے مشابہ اور قریب ہوتے جاؤ گے اسی قدر تمہاری بیماریاں دور ہوتی جائیں گی- اور صحت و تندرستی ترقی کرتی جائے گی- اور آپ نے ان مریضوں سے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہارے واسطے ایک نسخہ کیمیائی (قرآن) ساتھ لایا ہوں- جو تمام بیماریوں کے لئے اکسیر ہے- اور اس کی ترکیب صرف میرے قول و فعل سے معلوم ہو سکتی ہے- کیونکہ اس نسخہ (قرآن کریم) میں جو راز علوم و معارف ہیں- وہ سب میری ذات میں مستور ہیں- گویا خدا کا ایک قرآن علمی ہے جس کو میں وحی سے بولتا ہوں- اور ایک قرآن عملی ہے اور وہ خود میں ہی ہوں- یعنی میں اور قرآن دو نہیں- بلکہ ایک ہی حقیقت کے دو رُخ ہیں- ان دونوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہاں ایک پیکر مجسم ہے اور یہاں حروف و الفاظ و اصوات' اور وہاں جس شمع منور کی روشنی ہے یہاں وہ موجود ہے- بہرکیف میرا کہا ہوا (قرآن کریم) کا علم ہے- اور میرا کیا ہوا قرآن کا عمل ہیں جس پر "وَكَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" شاہد ہے-

قرآن کریم جس طرح ایک جامع کتاب ہے اسی طرح آنحضرتؐ کی ذات مقدس قرآنی علوم کے لئے ایک جامعِ اعمال ذات تھی- آپؐ نے زندگی کے ہر شعبہ کو عملی سانچہ میں ڈھال کر بتا دیا اور یہ بھی بتایا کہ یہ اچھی صورت ہے اور یہ بری- اور یہ نقشہ خوشنما ہے اور یہ بھدا- غرض ان جاہلیت زدہ مریضوں کا ہی ایک علاج بتایا کہ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ کو میری زندگی پر منطبق کریں- اور بس- پس جوں ہی عرب کے وحشیوں اور خانہ بدوش گڈریوں نے اس طبیب حاذق کی آواز پر لبیک و سعدیک کہا اور اس کے نقش قدم پر چلنا شروع کیا- یوں ہی وہ تمام دنیا پر فوقیت لے گئے- اور سب سے زیادہ متمدن و مہذب بن گئے- علم طبیعات و عقلیات میں رشک ارسطو افلاطون تسلیم کئے گئے اور الہیات میں غبطۂ حکماء کہلائے اور علم ذات و صفات میں عرفاء مانے گئے

ارسطو کے مردہ فنوں کو جلایا — فلاطون کو پھر زندہ کر کے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یوناں بنایا — مزہ علم و حکمت کا سب کو چکھایا

اور اقتصادیات و سیاسیات و معاملات و اخلاقیات و عبادات میں قابل غبطۂ ارباب دانش

کہلائے۔ ریگستان عرب کی تہذیب نے انہی کی بدولت مشرق و مغرب کی شائستگی کو ماند کر دیا۔ دنیا کے کتب خانوں کو ٹٹولو اور تصانیف کے دفتروں کو کھنگالو۔ تو جہاں بھی شائستگی کا کوئی ذرہ چمکتا نظر آرہا ہے وہ عربی ہی علوم کے آفتاب کی کوئی ہلکی سی تابش ہے ؎

لئے علم و فن ان سے نصرانیوں نے — کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے — کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے

اور جہاں کہیں تہذیب اخلاق و تدبیر منزل اور سیاسیات مدینہ کی جھلک نظر آرہی ہے وہ انہیں خانہ بدوش قوموں کی ترقیات کی نقلیں ہیں ؎

یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مصفا — دو طرفہ برابر درختوں کا سایہ
نشاں جا بجا میل و فرسخ کے برپا — سر راہ کنویں اور سرائیں مہیا
انہیں کے ہیں ان سب نے چربے اتارے — اسی قافلہ کے نشاں ہیں یہ سارے

جب ان لوگوں نے اس خدائی نمونہ کے اخلاق پر اپنے اخلاق کو منطبق کیا تو ان کے مکارم اخلاق' شجاعت' سخاوت' صداقت' عبادت وغیرہ کے اس درجہ پر پہنچ گئے کہ دنیا کے سرکشوں کو مسخر کر لیا۔ بڑی بڑی قومیں لرزنے لگیں۔ تخت و تاج کے مالک ان سے تھرانے لگے۔ اور قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے۔ عالم کی حکمرانیوں کے نقشے بدل دیئے اور ایسے محبوب خلائق ہوئے کہ دنیا ان کے پسینے کو اپنے خون سے تولنے لگی' اور ان کے سیاسی' اقتصادی تمدنی اور اخلاقی کارنامے آفاق عالم پر اس طرح چھاگئے کہ تمام عالم کی تسلیم و رضا ان کے قدموں میں آپڑی۔ بہر حال اس اسوۂ حسنہ کے فیوض و برکات کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب سے انھوں نے اپنی صورت و سیرت کو اس اسوۂ حسنہ پر منطبق کیا ساری خرابیاں رفو چکر ہو کر ساری خوبیاں پیدا ہو گئیں۔

اب اس نتیجہ کو پیش نظر رکھ کر دیکھیں تو آج ہمارے انحطاط و ارتفاع' تنزل و ترقی' بلندی و پستی کا حقیقی سبب بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ اسی رسول' اسی خدا کے ماننے والے ہم بھی ہیں لیکن دن بدن مفلس اور ذلیل و خوار ہوتے جارہے ہیں۔ بڑے بڑے اس کے تجسّس میں حیران ہیں۔ کسی نے کہا کہ اصلی سبب جہالت ہے اور اس کی دوا کالجوں اور اسکولوں کی چار دیواریوں میں ملے گی' کسی نے کہا اصلی سبب افلاس ہے اس لئے

دولتمند ہونا چاہئے اور مال جمع کر کے تجارت اور زراعت کو فروغ دینا چاہئے' کسی نے کہا کہ اصلی وجہ غلامی ہے- جب تک غلامی کی زنجیر توڑ کر حریت نہ حاصل کرلیں ترقی غیر ممکن ہے' کسی نے کہا اصلی سبب اختلاف و نفاق ہے- جب تک اتحاد و اتفاق نہ پیدا ہو جائے ہماری حالت درست نہیں ہو سکتی- بہر کیف ہر بہی خواہ نے دردمندانہ طریق پر اپنے جذبات اصلاح کو سامنے رکھ کر قوم کی بہبودی کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے- لیکن نہایت افسوس و حسرت سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے مدبرین کی نظر حقیقت تک نہ پہنچ سکی- بلکہ ظاہری اسباب میں الجھ کر رہ گئی- یہ تو دیکھ سکے کہ قوم میں پستی کے ظاہری اسباب' جہالت' غلامی' افلاس' نفاق' اختلاف وغیرہ ہیں- مگر ذرا ادھر نظر منعطف کر کے نہ دیکھا کہ یہ اسباب بھی تو حوادث ہیں- اور ہر حادث کے لئے کسی علت موجبہ کی ضرورت ہے- مانا کہ جہالت پستی کا سبب ہے مگر یہ جہالت کیوں پیدا ہوئی اور کہاں سے آئی؟ یہ بھی تسلیم ہے کہ افلاس اور تنگدستی قوم کے تنزل و انحطاط کا سبب ہے لیکن اس افلاس کا سبب کیا ہے- اور یہ بھی تسلیم ہے کہ غلامی قومیت کے لئے مخرب ہے مگر یہ غلامی ان کے آقائی میں کس طرح گھس آئی- یہ بھی صحیح ہے کہ نفاق و شقاق ذلت کے اسباب مہلک ہیں- پھر یہ مرض مہلک کیوں اور کہاں سے پیدا ہوا؟ پس جب کہ ہمارے مدبرین کی نظریں اصلی سبب کے دریافت کرنے سے قاصر رہیں- تو آیئے ہم ایسے مدبر اور مصلح اعظم کو بتاتے ہیں جس کی صلاح و مشورہ پر عمل کرنے سے عرب جیسی مردہ قوم زندہ ہو گئی- جو نفاق و شقاق' افلاس' جہالت' غلامی وغیرہ میں مبتلا تھی- جوں ہی انھوں نے آنحضرت ﷺ کی آواز پر لبیک کہا- اور اپنے آپ کو اس ہادی برحق کا مطیع بنایا' یوں ہی تمام عالم کے استاد بن گئے- اور تمام دنیا ان کے قدموں پر آگری- غور کرنے کی بات ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے ان کی اصلاح کرنی چاہی اور ترقی و عروج کے اعلیٰ مراتب پر پہنچانا چاہا تو یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ غلام ہو- آزادی کی کوشش کرو اور نہ یہ فرمایا کہ مفلس ہو دولت مند ہونے کی کوشش کرو- اور نہ یہ فرمایا کہ جاہل اور ان پڑھ ہو اسکول اور کالج قائم کرو- اور نہ یہ فرمایا کہ اشتہار اور پوسٹر شائع کرو جس سے پروپیگنڈا ہو اور تمہاری شہرت ہو- بلکہ صرف یہی فرمایا کہ "اَطِیْعُوْنِی" میری اطاعت کرو- اور میری صورت جیسی اپنی صورت اور میری سیرت جیسی اپنی سیرت بناؤ اور بس-

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے اندر کیا کیا بیماریاں ہیں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمارے اندر وہی سب بیماریاں ہیں جو عربوں کے اندر جاہلیت کے زمانہ میں تھیں۔ جس کا بیان نمونہ اوپر آ چکا ہے لیکن وہ بیماریاں کیوں کر دور ہونگی آیا انجمن یا کانفرنس قائم کرنے سے یا اسٹیجوں پر لمبی لمبی تقریروں سے یا مشترکہ انتخاب سے یا اسکولوں اور کالجوں سے یا اشتہار و پروپیگنڈوں سے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ اس طرح اس قاعدہ سے قیامت تک نہیں دور ہو سکتیں۔ ہاں صرف ایک صورت ہے کہ اگر اس صورت کو اختیار کریں تو بہت ممکن ہے کہ وہ سب بیماریاں بہت جلد دور ہو جائیں گی اور وہ یہ ہے کہ ہم سب کے سب آنحضرت ﷺ کے ہر قول و فعل پر عمل کرنا شروع کر دیں اور آنحضرتؐ جیسی اپنی صورت و سیرت بنالیں۔ پھر دیکھئے کہ ہم ہی اعلیٰ و بلند ہوں گے ہم ہی حاکم و مالک ہوں گے۔ آج چاروں طرف سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی آوازیں آرہی ہیں کہ مسلمان نان شبینہ کے محتاج ہو رہے ہیں۔ تمام دنیا کے فنون و کمالات سے عاری ہوگئے ہیں۔ علم و دولت سے یکسر خالی ہوگئے ہیں۔ غرض ہر طرح سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید ببانگ دہل علیٰ روس الاشہاد پکار کر کہتا ہے۔ وَلاَ تَهِنُوْا وَلاَ تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا مِنْ عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ

خدا ایسا نبی ایسا ہے دین ایسا کتاب ایسی ہماری آجکل حالت ہوئی ہے کیوں خراب ایسی

اس سوال کا جواب اگر مجھ سے دریافت کیا جائے تو بلا خوف و خطر یہی کہوں گا کہ آج کل مسلمان حقیقی معنوں میں نہ مسلمان ہیں۔ نہ خدا ہی کے ہیں اور نہ رسول کے۔ بلکہ دونوں سے برگشتہ ہیں۔ قرآن و حدیث سے کوسوں دور جا پڑے ہیں اور شعائر اسلام کی طرف سے سخت نا قابل درگذر غفلت اور بے توجہی اختیار کر رکھی ہے' اپنی تہذیب و تادیب کو چھوڑ کر اغیار کی تہذیب و اوضاع کو پسند کر لیا ہے۔ یوں تو اس کی فہرست بہت طویل ہے مگر چند ضروری باتیں میں مختصراً عرض کئے دیتا ہوں۔

سنئے: غیر مسلم جیسے اپنے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور ان کے نام نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض مسلمان اپنے بزرگوں کی تعظیم و تکریم اور نذر و نیاز کرتے ہیں۔ غیر مسلم جیسے کاشی' بنارس' متھرا' گیا وغیرہ دور دراز سے جاتے ہیں تو بعض مسلمان بھی اجمیر'

کلیر' نظام الدین وغیرہ دور دراز غیر مسلم جس طرح اپنے دیوتا کالی بھوانی وغیرہ کے نام مرغا' بکرا' بیل (سانڈ) وغیرہ چھوڑتے ہیں تو بعض نام کے مسلمان بھی شرک کے کام کرتے ہیں-

اجالے شاہ کا مرغا' شیخ سدو کا بکرا' احمد کبیر کے نام کی گائے چھوڑتے ہیں- اور ان کے نام جانور ذبح کرتے ہیں- جس طرح ہندو' مہادیو اور ہر دیوی وغیرہ کی جھنڈیاں اور چھڑیاں بناتے ہیں' یہ مسلمان بھی امام حسینؓ و سالار و مدار و قطب صاحب کی چھڑیاں اور علم بناتے ہیں- اغیار اپنے بزرگوں کے نام چبوترے بناتے ہیں تو مسلمانوں کے یہاں بھی امام حسینؓ کے نام کے چبوترے موجود ہیں- جس طرح ہندو ہر سال بڑی دھوم دھام سے رام لیلا کرتے ہیں اور بازاروں گلی کوچوں میں گشت کراتے ہیں بہت سے مرد عورت' بچے' بوڑھے' جوان اچھے اچھے کپڑے پہن کر میلہ میں شریک ہوتے ہیں پھر دسویں تاریخ کو توڑ پھوڑ روند کر پھینک آتے ہیں- اسی طرح بالکل ہو بہو بعض مسلمان بھی امام حسینؓ کے نام تعزیہ بنا کر دسویں شب و دن کو گلی کوچوں اور بازاروں میں پھراتے ہیں اور بہت سے مرد' عورت' بچے' بوڑھے' جوان لباس فاخرہ پہن کر شریک ہوتے ہیں- اور دسویں تاریخ کو توڑ پھوڑ کر میدان میں پھینک آتے ہیں- دیکھئے تو سہی دونوں مساوی الاقدام حذو النعل بالنعل ہیں- ان کے یہاں بھی دس دن ہیں- تو ان کے یہاں بھی دن دن- ان کے یہاں ایک جنگ کا ذکر ہے تو ان کے یہاں بھی ایک جنگ کا ذکر ہے' وہ رام رام غیر اللہ کے نعرہ لگاتے ہیں تو یہ حسین حسین کرتے ہیں اور سینہ کوبی کرتے ہیں- وہ بھی نقارے اور تاشے بجاتے ہیں تو یہ بھی ڈھول تاشے وغیرہ بجاتے ہیں وہ بھی لنگور' شیر و بندر وغیرہ بنتے ہیں تو یہ بھی ہوتے ہیں وہ بھی کھیلتے کودتے جاتے ہیں تو یہ بھی' وہ اپنے دیوتاؤں کے نام سبیلیں جاری کرتے ہیں تو بعض مسلمان بھی امام حسین کے نام سبیلیں جاری کرتے ہیں- حالانکہ یہ سب کام شرک و کفر و بدعت کے ہیں جس سے مسلمانوں کو بچنا نہایت ضروری ہے- اور بھی سنئے! جیسے ہندو دیوالی میں آتش بازی چھوڑتے ہیں اور ایک رات روشنی کرتے ہیں- مسلمان بھی شب برأت میں آتشبازی اور پٹاخے چھوڑتے ہیں بلکہ دو چار قدم آگے ہیں-

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان شب برات کے موقع پر ہر سال آتشبازی پر کم از کم ایک کروڑ روپئے اور حلوہ انڈا پر دو کروڑ روپئے صرف کرتے ہیں- یوں سمجھئے کہ

مسلمان ہر سال شب برأت کی تقریب پر حلوہ سازی اور آتش بازی میں تین کروڑ روپئے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ اکبر! اتنی بڑی رقم جب ہر سال مسلمانوں کی جیب سے نکل کر اغیار کی جیب میں پڑے گی' تو وہ قوم کیوں مفلس وذلیل نہ ہو گی اور کیوں تباہ و برباد نہ ہو گی۔ اور اس کو ایسا لازم پکڑ لیا ہے کہ اگر اپنے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہوتا تو بنیوں اور مہاجنوں سے سود پر روپیہ قرض لیتے ہیں اور اسی میں ان کی جائدادیں ضبط ہو جاتی ہیں اور اگر وہ دھتکار دیتے ہیں تو گھر کی کوئی چیز برتن وغیرہ رہن رکھ دیتے ہیں اور جب نہیں ادا کر سکتے تو وہ بھی ضبط ہو جاتی ہے۔ یہ ہیں آجکل کے مسلمان کہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ کے مصداق ہیں۔ ایسی برکت اور سعادت والی رات میں شون وفون کرنا اور یاجوج ماجوج کی طرح آسمان پر گولہ باری کرنا مسلمانوں کا مشغلہ ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس مقدس شب میں خداوند قدوس کی عبادت' تہلیل' تسبیح' تحمید' تمجید میں لگے رہنا چاہئے اور دعاو استغفار میں رات بسر کرنی چاہئے اور بھی سنئے کہ مسلمان اغیار کے قول و فعل میں کس طرح مشابہ ہو گئے ہیں کہ اگر ہندو وغیرہ طبلہ سارنگی بجا کر بھجن گاتے ہیں تو مسلمان بھی طبلہ سارنگی بجا کر قوالی کراتے ہیں۔ اگر کفار ہارمونیم اور گراموفون بجاتے ہیں تو مسلمان بھی بجاتے ہیں بلکہ دو چار قدم آگے ہی ہیں۔ اغیار جیسے بائسکوپ اور سینما میں جاتے ہیں تو مسلمان بھی جاتے ہیں اور زیادہ نظر آتے ہیں۔ آہ! ہندوستان کے مسلمانوں کے تباہ و برباد ہونے کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں ان میں سے سینما اور بائسکوپ سب سے بڑا سبب ہے امراء ورؤسا تو اپنے موروثی مال کو بلا دریغ تباہ کراتے ہیں اور غریب اور مزدور پیشہ مسلمان دن بھر کی مزدوری اس لعنتی کام و مکان میں گنوا دیتے ہیں جہاں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ "رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں تصویریں ہوں" بائسکوپ میں سوانگی اور حیا سوز اور مخرب اخلاق تصویروں اور ناچ باجے کے کیا ہوتا ہے۔ بعض تو اپنی بیویوں' بچوں اور احباب کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں اور تقویٰ شکن منظر دکھاتے ہیں۔ گویا انہیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ "لو سیکھ لو عشق بازی اور بے حیائی یوں کی جاتی ہے" اور آج کل تو اپنے گھروں کو بھی سینما اور بائسکوپ بنائے ہوئے ہیں۔ جس محلّہ کی گلی کوچوں سے گذرو گراموفون ہارمونیم اور ریڈیو کی شرمناک حیا سوز صدائیں مسلمانوں کے گھروں میں بلند ہو رہی ہیں جب سے ان کی قیمتیں کم ہوئیں اور قسطوں

پر ملنے لگے نادان مسلمان اس پر ٹوٹ پڑے چاہے کھانے کو ملے یا نہ ملے بال بچے' رانڈ بیوہ فاقہ کشی کریں اور قرض سودی گردن پر سوار مگر گراموفون اور ریڈیو ضرور قسطوں پر لایا جائے گا اور محلہ بھر کو بداخلاقی اور حیاسوزی کی تعلیم کھلے بندوں دی جائے گی- فیااسفی-

پہلے یہ صدائیں رنڈیوں' ہجڑوں' بھڑوں اور کمینے آدمیوں کے گھروں سے بلند ہوتی تھیں- اگر کوئی اوباش گلی کوچوں میں ذرا اونچی آواز سے اس قسم کی صدا بلند کرتا تھا تو محلّہ کے شریف آدمی اسے ڈانٹتے اور پھر باز نہ آتا تو محلّہ سے نکلوا دیتے- مگر افسوس آج انہیں شرفاء کے گھروں سے یہی آوازیں آنے لگیں- ایک گراموفون اور ریڈیو گھر میں رکھ لینا گویا بہت سے قوالوں' ہجڑوں' رنڈیوں اور ناٹک کے ایکٹروں اور بھڑوں کو اپنے گھر میں بلا لینا ہے- طوائفوں اور گانے بجانے والوں کا تو وقت بھی مقرر ہوتا ہے مگر اس لعنتی باجے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا- جب جی چاہا (خواہ دن ہو یا رات' نماز و اذان کا وقت ہو یا سونے کا- خواہ کسی دینی کتاب کے مطالعہ کا وقت ہو یا لکھنے کا- خواہ مسجد کے پاس ہو یا مدرسہ کے) ریکارڈ چڑھایا اور لیلےٰ مجنوں یا جس رنڈی اور بھڑوے یا قوال کا ناچ گانا سننا چاہا فوراً لگا لیا- اور یہ کہاں' کس جگہ کس کے سامنے- آہ ایک مسلمان کے گھر میں ماں باپ' جوان لڑکی اور لڑکے اور بہو بیٹی کے سامنے- میرے بزرگو اور عزیزو! آج کل جو عورتیں کھلے بندوں علی الاعلان باہر بازاروں میں پھرتی ہوئی نظر آرہی ہیں اور عفت و عصمت فروش عورتیں جو کوٹھوں پر دکھائی دے رہی ہیں اسی لعنتی باجے کی نحوست کی وجہ سے ہیں- اور کچھ عجب نہیں کہ جس عورتوں کے سامنے آج قول ہے کل فعل ہو جائے-

میرے پیارے بزرگو اور عزیزو! آنحضرت ﷺ کے قول و فعل کی لاج رکھو- آنحضرتؐ ان ہی بے حیائیوں' لغو حرکتوں اور ہر قسم کے گانے بجانے سے روکنے کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں- آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں-

﴿اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً وَّھُدًی لِلْعٰلَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ (مسند احمد)	اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت اور ہادی بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں ہر قسم کے باجوں اور ہر گانے بجانے کی چیزوں اور مجسم تصویریں'

صلیب پرستی اور رسوم اور رسوم جاہلیت کو مٹادوں۔

افسوس کہ جن چیزوں کے مٹانے کے لئے آنحضرت ﷺ تشریف لائے تھے آج مسلمان انہیں چیزوں کو فروغ دے رہے ہیں۔ یہی چیزیں تباہی و بربادی کا سبب ہیں۔ کیونکہ عذاب آنے کی اور قیامت کی شرطوں میں سے جو چیزیں آپ نے بیان فرمائی ہیں ان میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ

﴿وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ﴾ (ترمذی)

لوگ جب گانے والیوں اور باجوں کو لیں گے (تب قیامت قائم ہو گی)

اور بیان فرمایا۔

﴿فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَّقَذْفٌ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى ذٰلِكَ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ﴾ (ترمذی شریف)

میرے ان امتیوں کو زمین میں دھنسایا جائے گا۔ اور ان کی صورتیں بدل جائیں گی۔ اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ ایک مسلمان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کب ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ جب گانے والیاں اور باجے بہت ہو جائیں گے اور شراب خوری ہونے لگے گی (تب)

مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور آج ہی سے سچی توبہ کر لو ورنہ بہت ممکن ہے کہ تمہاری صورتیں بھی اس حدیث کی رو سے مسخ کر کے سور بندر کی صورتیں بنا دی جائیں جیسے پہلی امتوں کو "کُوْنُوْا قِرَدَةً" کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ اور اگر یہاں کسی وجہ سے بچ ہی گئے تو وہاں سے بچنا بہت ہی مشکل ہے۔ اعاذنا اللہ منھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جو کام غیر مسلم کرتے ہیں وہی کام مسلم کرتے ہیں اگر وہ اپنے گرو کو سجدہ کرتے ہیں تو مسلمان بھی اپنے مرشد کو سجدہ تعظیمی کرتے ہیں اگر وہ تھان پوجتے ہیں تو مسلمان قبر پرستی کرتے ہیں اگر وہ جاوترا میلہ کرتے ہیں تو مسلمان عرس کرتے ہیں اور کروڑوں روپے اس شرک میں تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ کمسن بچوں کے بال بنام غیر اللہ ہندو مسلم دونوں برابر رکھتے ہیں۔ شادی، غمی کی

رسومات قبیحہ دونوں یکساں ادا کرتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے مٹی میں ملا دیتے ہیں- آبائی تقلید دونوں میں برابر ہے- شراب خوری' بدکاری' بداخلاقی' مکربازی' حیلہ سازی' بے وفائی' خیانت اور جھوٹ بولنے میں دونوں مساوی الاقدام ہیں- اگر اغیار داڑھی منڈاتے ہیں تو مسلمان بھی منڈاتے ہیں اور یہ وبا کچھ ایسی عالمگیر ہوئی کہ جس جگہ اور جس پر چلی اس کو ایسا جھلسا کہ گویا اسے دوبارہ پنپنے کی قوت نہیں رہی اور جن درخشاں کلیوں پر چلی اس کو ایسا مرجھایا کہ دوبارہ تروتازہ ہی نہیں ہو سکتی- یہی وجہ ہے کہ اقوام عالم میں صورت کی حیثیت سے کوئی امتیاز باقی نہ رہا- جب ہماری نظر ذو متضاد قوموں کے چہروں پر پڑتی ہے تو ہم تمیز نہیں کر سکتے کہ یہ اعداء اللہ اور اعداء الرسول کا چہرہ ہے یا احباء اللہ اور احباء الرسول کا چہرہ- کیونکہ دونوں کی صورتیں یکساں ہیں اور اس مسخ صورت میں ایسے منہمک ہیں کہ غالباً ان کے نزدیک اس سے زیادہ ضروری کوئی اہم کام ہی نہیں کیونکہ جب خدا کی غیر ذی عقل تمام مخلوق صبح سویرے اٹھ کے اس کی تقدیس و تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو جاتی ہے اور اپنے پیارے پیارے نغموں سے اسے مسرور کرتی ہے- ادھر وہ ذی عقل انسان جو اشرف المخلوقات ہونے کا مدعی ہے صبح سویرے اپنے ہاتھوں میں استرہ قینچی لئے اٹھتا ہے اور ان اجزاء کو جن کو قدرت نے زینت و جمال کے لئے عطا کیا تھا ایسا قتل کرنا شروع کرتا ہے گویا ان بالوں نے کسی کے ..... کو اب صبح کو بے چارے اسی انتقام میں شہید کئے جا رہے ہیں اور جب کبھی آگے بڑھ کے اپنے چہرہ سے منور کرنا چاہتے ہیں تو فوراً ان کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے اور اس مرض میں چھوٹے بڑے' جوان' بوڑھے' عالم' جاہل مولوی' طالب علم اکثر مبتلا ہیں- حالانکہ داڑھی کا بڑھانا شعائر اسلام سے ہے- جب کہ میدان جنگ میں دشمنوں کی فوجیں آپس میں گتھ جائیں اور بے پناہ تلواریں ٹکرا کر شور محشر بپا کر رہی ہوں تو اس شور و شغب اور تداخل افواج کی محشر خیزی میں صرف داڑھی ایک ایسی وردی ہے کہ اپنے اور پرائے میں امتیاز کرائے گی- اگر اسی ہنگامہ آرائی میں کوئی سپاہی اپنی وردی اتار کر داڑھی منڈا کر' دشمنوں کی وردی پہن کر بڑی بڑی مونچھیں یا داڑھی اور مونچھ دونوں منڈا کر اپنی ہی فوج میں آئے اور ہزار مرتبہ چلا کر اعلان کرے کہ میں دشمن کی فوج سے نہیں ہوں- پھر بھی اس پر یہی حکم لگایا جائے گا کہ وہ دشمن ہی ہے کیونکہ

﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ (ابو داؤد)

جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ اسی قوم سے ہے۔

اور

﴿مَنْ رَضِيَ عَمَلَ قَوْمٍ كَانَ شَرِيْكَ مَنْ عَمِلَهُ﴾ (ابو یعلیٰ فی مسنده)

حضورؐ نے فرمایا جو کسی بری قوم کے عمل کو پسند کرے وہ اس برے عمل میں ان کا شریک ہوتا ہے۔

چنانچہ تقسیم ملک کے وقت میں یہ منظر سامنے آیا۔ اس لئے جو رویہ دشمن کے ساتھ برتا جائے گا وہی اس کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا لیکن اسی حالت میں اگر دشمن کی فوج کا ایک سپاہی اپنے حریف کی فوجی وردی پہن کر داڑھی رکھ کر آئے تو وہی بے پناہ تلواریں اس کے سر پر سایہ رحمت ہو جاتی ہیں اور اس وقت تک اس کو ضرور نجات مل جائے گی جب تک اس کا نفاق آشکارانہ ہو جائے۔ یہ سب باتیں محض تشبہ کی وجہ سے ہیں۔

اس وقت مجھے یک واقعہ یاد آگیا کہ کسی ہسپتال میں ایک لاوارث مسلمان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ اس کی داڑھی اور مونچھ منڈی ہوئی تھی۔ ہندوؤں نے کہا کہ یہ ہندو ہے۔ ہم اس کو لے جا کر مرگھٹ میں جلائیں گے' مسلمانوں نے کہا کہ اس کے سر پر چوٹی نہیں اس لئے یہ مسلمان ہے ہم قبرستان میں لے جا کر دفن کریں گے۔ اس پر ہندوؤں نے کہا کہ ہمارے یہاں سر پر چوٹی رکھنی ضروری نہیں ہے۔ دیکھو ہمارے سر پر بھی چوٹی نہیں ہے ہاں ڈاڑھی منڈوانی ضروری ہے۔ ہم دونوں کی داڑھیاں منڈی ہوئی ہیں۔ بہر کیف دونوں قوموں میں اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی۔ آخر ایک عقلمند نے کہا کہ اس کی مسلمانی و ختنہ کی جگہ دیکھی جائے۔ اگر مسلمانی کی ہوئی ہے تو مسلمان ہے ورنہ ہندو ہے۔ چنانچہ ختنہ کی جگہ دیکھی گئی تو مسلمان نکلا۔ تب مسلمانوں نے اس لاش کو لے جا کر قبرستان میں دفن کیا——— ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ ہے کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا' مسلمانوں نے مقدمہ دائر کر دیا اور اس میں ہزاروں روپئے خرچ ہوئے بہت دنوں کے بعد فاضل جج نے فیصلہ کیا کہ مقتول تو مسلمان ہی ہے جیسا کہ ختنہ سے معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ اس مقتول کی شکل ہندوانہ پوزیشن میں تھی اس لئے مسلمانوں نے ہندو سمجھ کر قتل کیا ہے۔ لہذا ان مسلمانوں کو اتنے دنوں کی

سزا دی جاتی ہے- دیکھا آپ نے کہ سنت کا کیا مرتبہ ہے کہ سنت کی وجہ سے مسلمان ہونا پہچانا گیا- کہا جاتا ہے کہ داڑھی بڑھانی سنت ہے اور سنت پر عمل کرنا ضروری نہیں- لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ یہ شعائر اسلام سے ہے اور اسی کی وجہ سے ظاہر مسلمانی معلوم ہوتی ہے- سیرت کے سچے مسلمان تو بقول ”مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب“ ہو ہی چکے ہیں لیکن صورت کے مسلمان بھی دن بدن نظروں سے غائب ہوتے جا رہے ہیں- ریش تراشی سے جو خرابیاں رونما ہو رہی ہیں اور شرعی و طبی نقصانات پہونچ رہے ہیں ان کی تفصیل تو آئندہ اس رسالہ میں بیان کی جائے گی لیکن معاشرتی، سیاسی و اقتصادی جو نقصانات ہیں ان کو مختصراً بیان کئے دیتا ہوں-

سنئے! مسلمانوں کی تعداد اس وقت دنیا میں اسی کروڑ بتائی جاتی ہے اگر اس میں سے چالیس کروڑ عورتوں اور بچوں کو خارج کر دیا جائے تو چالیس کروڑ باقی رہے ان میں سے نوے فیصدی ڈاڑھی منڈے اور دس فیصدی داڑھی رکھنے والے ہیں- اب داڑھی رکھنے والوں کی تعداد دسواں حصہ کم کر دیا جائے تو داڑھی منڈوں کی تعداد چھتیس کروڑ بچتی ہے- اور ہر داڑھی منڈانے والا فی ہفتہ دو آنے کم از کم خرچ کرتا ہے تو سارے داڑھی منڈوں کا خرچ فی ہفتہ چار کروڑ پچاس لاکھ روپے ہوں گے- اور سارے داڑھی منڈوں کا فی روز چوسٹھ لاکھ اٹھائیس ہزار پانچ سو اکہتر روپے چھ آنے دس صحیح دو بٹا سات پائی ہوں گے ۲/۷-۱۰-۶-۱۷ ۶۴۲۸۵ اور ہر سال میں اکاون ہفتہ اور تین دن ہوتے ہیں تو اکاون ہفتہ کا خرچ دو ارب انتیس کروڑ پچاس لاکھ ۲۲۹۵..... ہوتے ہیں اور تین دن کا خرچ ایک کروڑ بانوے لاکھ پچاسی ہزار سات سو چودہ روپے چار آنے چھ صحیح چھ بٹا سات پائی ہوتے ہیں ۶/۷-۶-۴-۱۴ ۱۹۲۸۵۷ —پس اس حساب سے مسلمان سالانہ دو ارب اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ پچاسی ہزار سات سو چودہ روپے چار آنے چھ صحیح چھ بٹا سات پائی ۶/۷ ۶ پائی ۴ آنہ- ۲۳۱۴۲۸۵۷۱۴ صرف داڑھی منڈانے میں فضول خرچ کرتے ہیں- اللہ اکبر! یہ ایک اتنی بڑی رقم ہے کہ اس سے دو بڑی بڑی کامیاب جنگیں کی جا سکتی ہے- چار پانچ عظیم الشان اور اچھی سے اچھی یونیورسٹیاں کامیابی کے ساتھ چلائی جاسکتی ہے- اور لاکھوں طلبہ اس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں- دو چار سو بڑے بڑے صنعتی کارخانے قائم کر کے لاکھوں بے روزگار مسلمانوں کے لئے روزی مہیا کی جاسکتی ہے اور اتنے میں مسلمانوں کو اتنی رقم میں کامیاب اور نفع خیز تجارت کرائی جا

سکتی ہے' اتنے سرمایہ سے تمام مذہبی اور ملی تحریکات ہمیشہ کے لئے فروغ حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ سب کچھ ایک سال کی اضاعت زر کا تخمینہ ہے۔اگر کہیں اس کا چوتھائی حصہ بھی مسلمان بیت المال ہی سالانہ جمع کرتے رہتے تو ملت و قوم کو کبھی کسی چیز کی کمی نہ رہتی اور ہزار ہا کام پورے ہوتے رہتے۔ یہ اس قوم کی شیطانی دوستی اور اضاعت زر کا ایک خاکہ ہے جو تمام دنیا کی اقوام سے زیادہ غریب اور مفلس قوم ہے جس کے پاس کوئی اندوختہ نہیں جس کو نہ کفایت شعاری کرنی آتی ہے نہ پیسہ جمع کرنا آتا ہے اور نہ تمول سے آشنا ہیں۔ ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو آفتاب کی جھلسا دینے والی تمازت اور سرما کے کڑکڑاتے ہوئے جاڑوں میں صبح سے شام تک اپنا خون پسینہ ایک کر کے دو چار آنے پیسے کماتے ہیں اور بمشکل اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ اور جو گنتی کے تھوڑے بہت مسلمان سفید پوش نظر آتے ہیں خدا ہی جانتا ہے کس شکل سے اپنی سفید پوشی نباہ رہے ہیں۔ چونکہ داڑھی منڈانے میں دینی اور دنیوی بہت زیادہ نقصان ہے لہٰذا ہر کلمہ گو مسلم پر فرض ہے کہ اس کے انسداد میں دامے' درہمے' قدمے' قلمے کوشش کرے ورنہ وہ بھی بمقتضائے "اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ" اسی میں شامل ہوں گے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہو اور دیکھنے والے سستی سے کام لیں اور منع نہ کریں تو ان دونوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جنھوں نے جہاز میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی۔ کسی نے اوپر کا درجہ لیا کسی نے نیچے کا۔ اب جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے وہ پانی لینے کے لئے اوپر کے درجوں والوں پر سے گذرے پھر کہنے لگے اگر ہم نیچے ہی سے اپنے ہی درجہ میں ایک سوراخ کر لیں تو بار بار آنے سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں۔ اب اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیں اور ایسا کرنے دیں تو سب ڈوب کر تباہ ہو جائیں گے اور اگر ان لوگوں کو روکیں تو خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔[1]

آنحضرت ﷺ کی اس مثال کا مطلب بالکل واضح ہے کہ گناہ کرنے والے اور منع نہ کرنے والے دونوں برابر ہیں جیسے آپؐ نے دوسری حدیث میں فرمایا ہے۔

﴿لَاحَتّٰی تَاخُذُوْا عَلٰی یَدِی تم عذاب سے نہیں بچ سکتے یہاں تک

---

[1] بخاری شریف

الظَّالِمِ فَتاطَرُوْهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا﴾ کہ ظالم گنہگار کا ہاتھ پکڑ کر اس کو طاعت اور انصاف پر مجبور کرو۔ (ابن ماجہ)

اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں میں گناہ کے کام کئے جاتے ہیں اور گناہ کرنے والوں سے نہ کرنے والے زیادہ زور دار اور زیادہ عزت والے ہوں لیکن وہ ان کاموں سے نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں گرفتار کریگا۔ (ابن ماجہ) اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے مٹائیں ورنہ زبان سے اگر زبان سے کہنے کی طاقت نہ بھی ہو تو کم از کم دل سے نفرت کریں یعنی ایسے لوگوں سے ترک موالات کریں۔۔۔۔ داڑھی کا بڑھانا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مستمرہ ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا) اور یہ سنت اب تقریباً مردہ ہو چکی ہے اور اس کے زندہ کرنے والے بمقتضائے حدیث نبوی "مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ (مشکوۃ) سو شہیدوں کا ثواب پائیں گے اور ایسے الحاد و دہریت کے زمانے میں جس کا سیلاب تمام دنیا کو تباہ کر رہا ہو) خاموش رہنے والا مجرم اور سخت گنہ گار ہے بلکہ بموجب حدیث اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ اَخْرَسُ حق بات کہنے سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان ہے۔

پس ان صداؤں نے اس عاجز ناچیز کے بدن پر لرزہ اور دل میں ولولہ پیدا کر دیا کہ اس ریش تراشی کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے مگر ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ مجھ سے پہلے سیکڑوں مصنفین و مؤلفین اس مضمون پر مستقل کتابیں لکھ چکے ہیں اور ہزاروں فضلاء اسی عنوان پر خامہ فرسائی کر چکے ہیں جس کا نتیجہ سامنے موجود ہے پھر اب کوئی ضرورت نہیں لیکن ہاتف غیب سے ندا آئی "كَلَّا وَاللّٰهِ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ بَلِّغْ وَلَوْ اٰيَةً" وہ اپنے اپنے فرائض کو پورا کر چکے، تیرے ذمہ بھی تبلیغ فرض ہے اور ان کی اصلاح کے لئے

((لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ)) تم ان پر داروغہ نہیں ہو۔

پس اس ہاتف غیبی کے جواب میں لبیک کہا اور اس مضمون کو قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر سے اور جو چند باتیں مختلف کتابوں میں نظر سے گذریں اور ان مباحث کو جو ذہن نارسا میں غور و خوض کے بعد خطور کرتے قلم بند کرنا شروع کیا۔ بحمد اللہ وہ آج "اسلامی صورت" کی شکل میں تیار ہو گیا۔ جس میں قرآنی آیات اور احادیث قولیہ و فعلیہ و روایات

فقہیہ سے استدلال کیا گیا ہے اور ساتھ ہی نکتہ چینوں کے شبہات کا استیصال کر دیا گیا ہے۔ ارباب نظر اس کا ضرور خیال رکھیں کہ میری اس تحریر سے کسی کی دل شکنی کرنی اور ان کے امنڈنے والے جذبات کو پامال کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اسلامی شعائر اور خصائص کا تحفظ مقصود ہے اور بس۔

اب میں ارباب بصائر سے نہایت مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر سراسر خطاکار، پراز عیب، قلیل العلم طالب[1] علم کی تختہ مشق ہے۔ بہت ممکن بلکہ یقین ہے کہ اس میں لغزشوں کا ایک ذخیرہ ملے تو للہ اس سے تسامح اور اغماض فرما کے "وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا" کے مصداق بنیں اور للجوائے شکریہ کے مستحق ہوں۔

وَاِذَا رَأَيْتَ اَثِيْمًا فَكُنْ سَاتِراً حَلِيْمًا
يَامَنْ يُّقَبِّحُ اَسْرِیْ لِمَ لَا تَمُرُّ كَرِيْمًا

كَلِمَتَانِ غَرِيْبَتَانِ فَاحْتَمِلُوْهُمَا — دو نادر باتیں ہیں ان کو گوارہ کرو
كَلِمَةُ حِكْمَةٍ مِّنْ سَفِيْهٍ فَاقْبَلُوْهَا — وَكَلِمَةُ سَفِيْهٍ مِّنْ حَكِيْمٍ فَاغْفِرُوْهَا
دانائی کی بات جو نادان کہے اسے قبول کرو — اور نادانی کی بات جو دانا کہے اُسے بخشدو!

اور میری زندگی میں ان لغزشات اور تسامحات کو تحریر فرما کر مجھے آگاہ فرما دیں تاکہ آئندہ کسی اشاعت میں اس کی صحیح اصلاح کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بیشمار اجر عظیم مرحمت فرمائے گا۔

معترف تقصیر و طالب دعاء

ابوالصمصام محمد عبدالسلام بستوی سلفی۔ مولوی فاضل عفااللہ عنہ
وعن والدیہ وعن مشائخہ۔ سابق مدرس مدرسہ دارالقرآن
والحدیث المعروف بہ مدرسہ حاجی علی جان چاندنی
چوک۔ دھلی ۶

مورخہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۵۴ھ

[1] مؤلف اس

قرآن کریم اور مسئلہ ریش مقدس

قرآن ایسی جامع کتاب ہے کہ اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو اس میں تمام چیزوں کا ظاہراً یا کنایتاً اصولاً یا فروعاً بیان موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ۔ قرآن مجید ہر چیز کی تشریح کرنے والا ہے۔ اور فرمایا مَافَرَّطۡنَا فِی الۡکِتَابِ مِنۡ شَیۡءٍ قرآن مجید میں ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کا بیان موجود نہ ہو اور فرمایا وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتَابَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ۔ ہم نے تم پر ایسی کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کو بیان کرنے والی ہے۔
حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو چھوڑتا تو رائی ذرہ اور مچھر کو چھوڑ دیتا (مگر ان کو بھی بیان کر دیا) بعض سلف نے فرمایا کہ میں نے کوئی حدیث نہیں سنی مگر اس کے لئے ایک آیت تلاش کر لی، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر ایک رسی گم ہو جائے تو اس کو کتاب اللہ میں پالوں گا۔ ابن مرجان کہتے ہیں کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ قرآن میں موجود ہے قریب ہو یا بعید ہو۔ جو سمجھا وہ سمجھا جو اندھا رہا وہ اندھا رہا (ترجمان القرآن) سچ ہے۔

جَمِیۡعُ الۡعِلۡمِ فِی الۡقُرۡاٰنِ لٰکِنۡ تَقَاصَرَتۡ عَنۡهُ اَفۡهَامُ الرِّجَالِ

قرآن مجید میں تمام باتیں موجود ہیں مگر لوگوں کی عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں

پس اسی طرح داڑھی کا مسئلہ ہے اگر قرآن مجید میں تلاش کیا جائے تو ضرور مل جائے گا۔ چند آیتیں نمونے کے طور پر ذکر کی جاتی ہیں جن سے داڑھی بڑھانے پر استدلال کیا گیا ہے۔ ناظرین کرام نہایت غور سے پڑھیں۔ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا سۡتَطَعۡتُ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلَّآ إِنٰثًا وَّإِنْ يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُوْرًا أُولٰٓئِكَ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا﴾ ○ (سورہ نساء)

اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ کا شریک قرار دیتا ہے وہ راہ ہدایت سے دور بھٹک جاتا ہے' یہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور صرف شیطان سرکش ہی کی عبادت کرتے ہیں اس پر خدا کی پھٹکار- شیطان تو کہہ چکا ہے کہ تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ تعداد ضرور لیا کروں گا اور گمراہ کرتا ہونگا اور ان کو لالچ دیتا ہوں گا اور ان کو تعلیم دوں گا جس کی وجہ سے وہ چوپایوں کے کان چیرا کریں گے اور ان کو مشورہ دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورت بگاڑ دیں گے- جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا وہ کھلا ہوا نقصان اٹھائے گا- شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے- حالانکہ فریب اور دھوکے میں ڈالنے کے لئے انہیں وعدے دیتا ہے ایسے لوگ وہی ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے- اور وہ اس سے بھاگنے کا راستہ نہیں پائیں گے- کیونکہ انہوں نے شیطان کی پیروی کر کے خدا سے اپنے رشتہ کو منقطع کر لیا ہے-

یہ آیات کریمہ اپنے عموم اور اطلاق سے صاف بتا رہی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنا اور خراب کرنا شیطانی فعل ہے اور اس پر عمل کرنے والے شیطان علیہ

اللہ کے مطیع اور فرمانبردار غلام اور بندے ہیں کیونکہ خدائے رب العزت کی اس خلقت اور صورت کو جس کو اس نے اپنی کسی حکمت اور مصلحت سے اس شخص کی پیدائش میں مرد اور عورت کے لحاظ سے تجویز کیا تھا۔ اس شیطان ملعون کے حکم سے متغیر اور پامال کر ڈالا۔ چونکہ داڑھی کے منڈانے والے مغیرین خلق اللہ ہیں اس لئے وہ بھی اس آیت کریمہ کے تحت میں داخل ہوں گے۔ اس آیت شریفہ کے متعلق حضرات مفسرین کے دو قول ہیں ایک یہ کہ سعید بن جبیرؒ اور حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ تغیر خلق اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر انسان کو اصلی خلقت و فطرت میں راستی اور توحید پیدا کی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلاَّ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ﴾ (مشکوٰۃ) ہر شخص اصلی حالت میں فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

جس کو اسلام کہا جاتا ہے مگر شیطانی خیالات اور قوت وہمیہ کی وجہ سے کفر اور بدعت میں پڑ کر مخلوق الٰہی میں تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کو ظاہری معنی پر حمل کیا جائے تو انسان کے اندر تغیر و تبدیل یہ ہے کہ جینے کی امید پر اس کے کان یا ناک چھیدتے ہیں اور عورتیں اپنی خوبصورتی کے لئے بالوں کو اپنے بالوں سے جوڑ کر گوندھ لیتی ہیں اور دانتوں کو ریت ریت کر باریک اور مہین کر لیتی ہیں اور یہ چیزیں عورتوں کے لئے ناجائز بلکہ حرام ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو گودنا گودتی یا گودواتی ہیں اور جو اپنے چہرہ کے بالوں کو اکھاڑتی اور صاف کرتی ہیں اور جو خوبصورتی کیلئے اپنے دانتوں کو ریت ریت کر باریک کرتی ہیں اور خداداد حسن کو اور خدا کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیتی ہیں اور خراب کر ڈالتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس حدیث کو بیان فرمایا تو ایک (ام یعقوب) نامی عورت نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایسا ایسا فرماتے ہیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو جناب رسول اللہ ﷺ نے ملعون فرمایا ان کو میں ملعون کیوں نہ کہوں حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ملعون ہو چکی ہیں۔ اس پر حضرت ام یعقوب نے فرمایا کہ قرآن مجید کو میں نے شروع سے اخیر تک پڑھا لیکن یہ مجھے کہیں نہیں ملا۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اگر تو قرآن مجید کو

پڑھتی تو ضرور پاتی- کیا اس کو نہیں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے-

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا فَقَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاِنَّہٗ نَھٰی عَنْہُ-

رسول اللہ ﷺ جو تم کو دیں اس پر عمل کرو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ- تو حضرت ام یعقوب نے فرمایا ہاں ضرور خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے روکا اور منع فرمایا ہے-" (بخاری و مسلم)

غور کرنے کی بات ہے کہ یہ عورتیں چند بالوں کے جوڑنے یا دور کرنے سے اس لعنت کی مستحق ہوئیں تو وہ لوگ جو داڑھی کو جس کو خدا نے زینت کے لئے عطا فرمایا منڈا کے یا خشخشی کرا کے اصلاحی صورت کو بگاڑ دیں کیوں اس کے مستحق نہ ہوں-

داڑھی مردوں کے لئے باعث زینت و جمال ہے چنانچہ علامہ علی بن عباس اپنی مشہور کتاب "کامل الصناعۃ" صفحہ ۹۴ مقالہ ثانیہ باب حکمۃ انبات الانفار والشعر میں فرماتے ہیں-

"قدرت نے بالوں کو بہت سے فوائد کے لئے پیدا کیا ہے جن میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ ان بالوں کے مسامات کے ذریعہ سے اندرونی بخارات نکلتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ زینت بھی ہے اور دوسرے یہ کہ زینت و جمال جیسے داڑھی میں سے چہرہ بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے اس لئے امام ابو یوسف فرماتے ہیں-

﴿مَنْ عَظُمَتْ لِحْیَتُہٗ جَلَّتْ مَعْرِفَتُہٗ-﴾ جس کی داڑھی لمبی ہوتی ہے اس کی زیادہ قدر کی جاتی ہے-

اور لوگوں کے نزدیک زیادہ متقی اور دیندار خیال کیا جاتا ہے- امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ داڑھی میں بہت سی اچھی باتیں ہیں- بعض ان میں سے یہ ہیں کہ داڑھی رکھنے والے کی تعظیم کی جاتی ہے- اور عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور مخلوق میں بڑے مرتبہ والا سمجھا جاتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسے مان لیا جاتا ہے اور جماعت کے لئے امام بنایا جاتا ہے اور سمجھدار سمجھا جاتا ہے اور صاحب ہدایہ فرماتے ہیں-

﴿اَللِّحْیَۃُ فِیْ وَقْتِھَا جَمَالٌ وَّفِیْ حَلْقِھَا تَفْوِیْتُہٗ عَلَی﴾ داڑھی اپنے وقت میں باعث زینت و جمال ہے اور منڈانے میں بالکل خوبصورتی جاتی

الْکَمَال﴾ رہتی ہے۔

ہدایہ کے حاشیہ میں تقریریوں کی گئی ہے کہ داڑھی جمال کامل ہے کیونکہ جمال اس کو کہتے ہیں کہ جس کا وجود انسان کے لئے باعث زینت ہو اور عدم وجود باعث قبح اور عیب ہو چنانچہ داڑھی مردوں کے لئے باعث زینت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ داڑھی نیچے کے حصے کو پوشیدہ کر لیتی ہے۔اس لئے جس کی داڑھی منڈی ہوتی ہے اس کی صورت بری معلوم ہوتی ہے۔معلوم ہوا کہ مرد کے لئے داڑھی باعث زینت ہے اور اس کی اتنی اہمیت ہے کہ جب فرشتے قسم کھاتے ہیں تو اپنی قسم میں یہ الفاظ کہتے ہیں۔

﴿وَالَّذِیْ زَیَّنَ بَنِیْ اٰدَمَ بِاللُّحٰی۔﴾ اس ذات کی قسم جس نے انسان کو داڑھی سے زینت دی۔

اور بعض ملائکہ تسبیح پڑھتے وقت یہ کہتے ہیں۔

﴿سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالنِّسَاءَ بِالْقُرُوْنِ وَالذَّوَائِبِ﴾ (بیہقی) وہ ذات تمام عیبوں سے پاک وصاف ہے جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو گیسو سے اور زلفوں سے زینت عطا فرمائی۔

اسی لئے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

﴿حَلْقُ الشَّعْرِ فِیْ حَقِّهَا مُثْلَةٌ کَحَلْقِ اللِّحْیَةِ فِیْ حَقِّ الرِّجَالِ﴾ (ہدایہ) عورتوں کے حق میں سر کے بال منڈانا مثلہ (ناک کان کاٹنے کی طرح بدصورتی) ہے جیسے مردوں کے بارے میں داڑھی منڈانا مثلہ ہے

اور صاحب روح البیان و بحر الرائق فرماتے ہیں۔ جیسے عورتوں کے حق میں سر کا منڈانا مثلہ ہے اور مردوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اور اس کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے اسی طرح مردوں کے لئے داڑھی منڈانا مثلہ ہے اور عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اور چہرہ کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے۔اور صاحب تبیین الحقائق فرماتے ہیں۔

﴿لَاتَأْخُذْ مِنَ اللَّحْیَتِهٖ شَیْئًا اپنی ڈاڑھی کے کسی بال کو نہ منڈوایئے اور

لِاَنَّهُ مُثْلَةٌ﴾ الخ نہ ترشوایئے کیونکہ یہ مثلہ ہے۔

اور مثلہ کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ :-

قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لاَ تَغْلُوْا وَلاَ تَمْثَلُوْا

کافروں سے جہاد کرو، غنیمت کا مال مت چراؤ اور مثلہ مت کرو۔

(الحدیث مسلم)

اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَلاَقٌ۔

جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حصہ نہیں ہے۔

(طبرانی)

یہ حدیث عام ہے خواہ عورتیں ہوں یا مرد۔ اگر عورتیں سر کے بال کتروائیں گی یا منڈوائیں گی تو اس روایت کے تحت میں داخل ہوں گی اور اگر مرد اپنی داڑھی کو منڈوائیں گے یا داڑھی کے ساتھ بھویں یا موچھیں بھی منڈوائیں جس کو چار ابرو کا صفایا کہتے ہیں (جیسے ہندو ماتم کے وقت کراتے ہیں) اس روایت کے تحت میں سب داخل ہیں۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ دین سے بے نصیب ہیں۔ اور خدا کے یہاں کچھ حصہ نہیں اور یہ لوگ مثلہ کرنے والے ہیں اور چونکہ مثلہ کرنا اور کرانا حرام ہے اس لئے داڑھی منڈانا ناجائز ہے۔ اب ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ داڑھی منڈانے والے آیت مذکورہ کے تحت میں داخل ہیں۔ امام رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

﴿حُمِلَ هٰذَا التَّغَيُّرُ عَلٰى تَغَيُّرِ اَحْوَالٍ كُلِّهَا مُتَعَلِّقٍ بِالظَّاهِرِ﴾

اس تغیر خلق اللہ کو ان تمام تغیرات پر حمل کیا گیا ہے جو ظاہر کے ساتھ متعلق ہیں (اور ظاہری تغیر داڑھی منڈا کے صورت بگاڑنا بھی ہے)

(تفسیر کبیر)

اور قاضی بیضاویؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

﴿فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ مِنْ وَجْهِهٖ صِفَةً وَصُوْرَةً وَّيَنْدَرِجُ

اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بگاڑیں گے (یعنی داڑھی منڈا کے اپنی صورتوں کو

اَلْوَشْمُ وَالْوَشْرُ وَاللِّوَاطُ وَنَحْوِ ذٰلِكَ﴾	خراب کریں گے اور اپنے عقیدے کو بھی فاسد کر ڈالیں گے اور اس آیت میں وشم، وشر ولواط بھی داخل ہے۔
(بیضاوی)	

اس تفسیر سے یہ چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) جو عورتیں بالوں کا چٹلا لگاتی ہیں (یعنی دوسرا بال جوڑ لیتی ہیں اور اپنے۔ انتوں کو ریت ریت کر باریک کرتی ہیں وہ آیت فلیغیرن خلق اللہ میں داخل ہیں۔ (۲) جو عورتیں مردوں کی وضع بناتی ہیں وہ بھی اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ ان دونوں باتوں کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ عورتوں کے چٹلا لگانے کے متعلق حدیث لعن اللہ الواشمات میں گذر چکا ہیں۔

(۲)۔ عورتوں کو مردوں کی وضع و مشابہت اختیار کرنی اور مردوں کو عورتوں کی وضع اختیار کرنے کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔﴾	اللہ تعالیٰ ان مردوں پر لعنت کرتا ہے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں۔
(بخاری و ابوداؤد)	

اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ چار شخص ایسے ہیں کہ صبح شام اللہ تعالیٰ کے غضب میں بسر کرتے ہیں۔ زنانی وضع کرنے والے مرد۔ اور مردانی وضع بنانے والی عورتیں۔ (الحدیث بیہقی) پس جب مردوں کو عورتوں وضع اور عورتوں کو مردوں کی وضع اختیار کرنی جائز نہیں ہے تو داڑھی منڈانے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے کیونکہ مرد و عورت کے درمیان ظاہر میں فرق کرنے والی صرف داڑھی ہے اس لئے کہ دونوں کے دونوں بلوغ سے پہلے شکل و صورت میں برابر ہوتے ہیں اور اس بلوغ کے ختم ہو جانے کے بعد دونوں میں تفریق ہو جاتی ہے۔ ایک کے چہرہ پر سیاہ بالوں کی لکیر پیدا ہو جاتی ہے جس کو داڑھی کہتے ہیں اور دوسرا اس سے خالی ہوتا ہے۔ مگر سینہ پر گوشت کے غدود ابھر آتے ہیں جس کو پستان کہا جاتا ہے۔ اور یہی دونوں چیزیں دونوں کے لئے مابہ الامتیاز ہیں۔ یہ ایک قدرتی فلسفہ ہے جو ان کو مبدءِ

فیاض کی جانب سے عطا کیا گیا ہے - اس کا نیست و نابود کرنا قدرتی فلسفہ کے یقیناً خلاف ہو گا اور اس کو مہذب صورت میں باقی رکھنا منشاء قدرت کے بالکل موافق ہو گا - امام غزالیؒ فرماتے ہیں -

﴿اَللِّحْيَةُ مِنْ تَمَامِ خَلْقِ الرِّجَالِ وَبِهَا يُتَمَيَّزُ الرِّجَالُ مِنَ النِّسَاءِ فِي ظَاهِرِ الْخَلْقِ -﴾

ڈاڑھی مردوں کو پوری خلقت میں داخل ہے اور اسی سے ظاہری صورت میں مردوں کی عورتوں سے امتیاز ہے -

(احیاء العلوم)

علامہ عبدالغنی النابلسی الحدیقۃ الندیہ میں فرماتے ہیں -

﴿اَلْحِكْمَةُ فِيْ تَحْرِيْمِ تَشَبُّهِ الرَّجُلِ بِالْمَرْءَةِ وَتَشَبُّهِ الْمَرْءَةِ بِالرَّجُلِ اَنَّهُمَا مُغَيِّرَانِ لِخَلْقِ اللّٰهِ -﴾

مرد کی مشابہت عورت کے ساتھ اور عورت کی مشابہت مرد کے ساتھ اس لئے حرام ہے کہ دونوں اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بگاڑنے والے ہیں -

علامہ نسفی تفسیر مدارک میں فرماتے ہیں -

﴿فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ بِالْخِصَاءِ وَالْوَشْمِ اَوْيُغَيِّرُ الشَّيْبَتَه بِالسَّوَادِ -﴾

مخلوق الٰہی کو بگاڑیں گے بذریعہ خصی اور وشم سے یا اپنی صورتوں کو خراب کریں گے خضاب وغیرہ سے -

غور کرنے کی بات ہے کہ جب خضاب کرنے والے اس آیت کے تحت میں داخل ہو گئے تو جو لوگ محل خضاب یعنی داڑھی کو بالکل منڈا کے صاف کرانے والے ہیں وہ کیوں نہ داخل ہوں - شاہ عبدالحق صاحب محدثؒ دہلوی اشعۃ اللمعات میں "المغیرات لخلق اللّٰہ" کے تحت میں فرماتے ہیں -

"کہ علت در حرمت مثلہ و حلق لحیہ و امثال آں نیز ہمیں است"

یعنی مثلہ اور داڑھی منڈانے کی حرمت کی علت یہی ہے کہ وہ مغیرین خلق اللہ ہیں - پس ان اقوال و تفاسیر سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ داڑھی منڈانے والے اس آیت کریمہ میں داخل ہیں - لہٰذا داڑھی منڈانا شیطانی فعل ہے - ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے -

(۲)﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ-﴾ (سورۂ بقر) اور یاد کیجئے جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو ابراہیمؑ نے ان کو پورا کر دکھایا-

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چند باتوں میں امتحان لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہوئے-اور جن باتوں میں امتحان ہوا تھا ان میں سے داڑھی کا بڑھانا اور موچھوں کا تراشنا بھی تھا یعنی داڑھی بڑھانے اور موچھ ترشوانے میں بھی امتحان لیا گیا تھا اور وہ اس میں کامیاب ہوئے اور وہ ان پر واجب تھا- چنانچہ حضرت ابن عباسؓ ان کلمات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

﴿وَفُسِّرَتِ الْکَلِمَاتُ بِوُجُوْهٍ ذُکِرَتْ فِی التَّفَاسِیْرِ وَمِنْهَا الْعَشْرُ الَّتِیْ هِیَ السُّنَّةُ کَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هِیَ عَشْرُ خِصَالٍ کَانَتْ فِیْ شَرْعِهٖ وَهِیَ سُنَّةٌ فِیْ شَرْعِنَا خَمْسٌ مِّنْهَا فِی الرَّاْسِ وَهِیَ الْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالْفَرْقُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ-﴾ الخ (روح البیان)

کلمات کی چند تفسیریں کی گئی ہیں جو تفاسیر میں مذکور ہیں- ان میں سے دس سنتیں ہیں- جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں- کہ ان کلمات سے وہ دس خصلتیں مراد ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں فرض تھیں اور ہماری شریعت میں سنت رہ گئیں-پانچ سر میں ہیں (اور پانچ باقی بدن میں) اور وہ کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا- مانگ نکالنا' موچھ تراشنا' ڈاڑھی بڑھانا-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ-

﴿قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ﴾ (الحدیث مسلم)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں بعض ان میں سے موچھ کا کٹانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے-

اب اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو حضرت ابن عباس کی تفسیر مذکورہ سے ملا دیا جائے تو کلمات میں اعفاء اللحیہ اور کا قصِ شوارب اور اعفاء لحیہ میں بھی امتحان لیا اور وہ اس امتحان میں کامیاب ہوئے' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی داخل ہوگا لہٰذا اس صورت میں آیت کریمہ کے یہ معنی بھی ہوں گے کہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو داڑھی کے بڑھانے اور مونچھ ترشوانے کا حکم دیا گیا تھا- چنانچہ علامہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ :

﴿وَثَبَتَ اَنَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ أُمِرَ بِهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ-﴾ یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ان باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا-

اور ہم کو حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے-

﴿فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا-﴾ (آل عمران) کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین حنیف کی اتباع کرو-

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ :

﴿اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (انعام) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ دکھائی (تو اے محمدؐ) آپ بھی انہیں کے طریقہ کی پیروی کیجئے-

اس آیت میں اللہ رب العزت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء سابقین کی تابعداری اور پیروی کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو- اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ :

﴿عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ-﴾ (مسلم) دس چیزیں فطرت سے ہیں- بعض ان میں سے داڑھی کا بڑھانا اور موچھ کا تراشنا-

اور فطرت کے معنی سنت قدیمہ کے ہیں- قاضی بیضاوی فرماتے ہیں-

﴿اَلْفِطْرَةُ السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ الَّتِي اِخْتَارَهَا الْاَنْبِيَاءُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهَا الشَّرَائِعُ وَكَاَنَّهَا﴾ فطرت سے سنت اور طریقہ قدیم مراد ہے جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے پسند فرمایا اور تمام شریعتوں کا اس پر اتفاق ہو گیا- اور یہ

﴿اَمْرٌ جبلّيٌّ فطَرُوْا عَلَيْهَا﴾ (فتح الباری)

خصال عشرہ فطرت میں داخل ہیں گویا ہماری خلقت اور پیدائش اسی پر واقع ہوئی اور ان امور پر عمل کرنا ہمارا فطرتی اور خلقی اور جبلی کام ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک تمام انبیاء علیہم السلام کا اور ان کی امت کا یہی عمل تھا کہ داڑھیاں رکھتے تھے اور یہ ہی سنت قدیمہ متواترہ متفقہ ہے۔اور فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ الخ' کے بعد اللہ تعالیٰ نے تقریباً اٹھارہ۱۸ انبیاء کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام بھی ہیں اور یہ دونوں داڑھی رکھتے تھے اور اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے جانے لگے تو ہارون علیہ السلام کو یہ وصیت کی کہ میرے بعد قوم کی خبر گیری کرتے رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مشرک اور بت پرست بن جائیں۔موسیٰ علیہ اسلام کا کوہ طور پر جانا تھا کہ ان کی قوم نے بچھڑے کو معبود بنالیا۔ہارون علیہ السلام نے ہزارہا سمجھایا مگر وہ نہ مانے جب موسیٰ علیہ السلام نے ان واقعات کو دیکھا تو دیکھتے ہی آپ طیش میں آگئے اور ہارون علیہ السلام کے سر کے بال اور داڑھی پکڑ کر ملامت کرنی شروع کی۔چونکہ اس میں ہارون علیہ السلام کی ذلت تھی آخر ان سے نہ رہا گیا اور فرمایا کہ :

﴿يَا ابْنَ اُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ۔﴾

اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیئے۔

(سورۂ طٰہٰ)

کیونکہ اس میں میری بنی اسرائیل کے سامنے ہتک عزت ہے اور اسی وجہ سے جب ہارون علیہ السلام جنت میں تشریف فرما ہوں گے تو تمام لوگ "اَمْرَدْ" (بے ریش) ہوں گے لیکن ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارک ناف تک ہوگی۔اس لئے کہ دنیا میں ذرا پکڑنے سے ہتک عزت ہوگئی تھی اب آخرت میں سب کے سامنے ان کی بزرگی اور تعظیم ہوگی۔چنانچہ علامہ غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ:

﴿وَقِيْلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مُرْدٌ اِلَّا هَارُوْنَ اَخُوْ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ

کہا جاتا ہے کہ جنتی مرد (بے داڑھی کے) ہونگے مگر ہارون علیہ السلام کی

عَلَيْهِمَا فَاِنَّ لَهُ لِحْيَةً اِلٰی سُرَّتِهٖ تَخْصِيْصًا لَهُ وَ تَفَضُّلاً۔ ﴾ خصوصیت اور فضیلت کی وجہ سے ان کی داڑھی ناف تک ہوگی۔

(احیاء العلوم)

اور مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ میں ایک روایت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت یہی ہے کہ وہ داڑھیاں رکھتے تھے۔ اور موچھوں کو کم کراتے تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے بھی داڑھی تھی کیونکہ جب آپ پیدا کئے گئے تھے تو آپ کے چہرہ مبارک پر داڑھی تھی (اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ داڑھی بڑھانا فطرت سے ہے) اور خوب گنجان تھی اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ پاپائے روم کے محل میں سنگی تابوت پر حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر اسی قسم کی تراشی ہوئی تھی اور یہودیوں نے اسی کو اپنا دستور العمل بنالیا تھا اسی وجہ سے ان کے چہروں پر داڑھیاں ضرور ہوا کرتی ہیں (نگار) حضرت لوط علیہ السلام بھی داڑھی رکھتے تھے اور آپ کی امت پر فرض کر دیا گیا تھا مگر جب قوم لوط نے داڑھیاں منڈوانا شروع کیں تو آپ نے بہت منع کیا لیکن جب وہ باز نہ آئے تو ان کی بستیاں الٹ دی گئیں چنانچہ ایک مرسل روایت میں ہے کہ لوطیوں کی بستیاں الٹ دینے کے جو اسباب پیدا ہوئے تھے ان میں داڑھی کا منڈانا اور موچھوں کا بڑھانا بھی تھا (ابن عساکر) مولانا تراب علی صاحب درک المآرب میں فرماتے ہیں کہ بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ ڈاڑھی منڈانا بہت گناہ ہے اور اسے روکنا ضروری ہے۔ اور ڈاڑھی منڈانے والا سزا کا مستحق ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں کہ "وَلُوْطاً اٰتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ" الخ منقول ہے کہ قوم کے تمام برے کام اٹھارہ کے قریب تھے ان میں ایک اغلام بازی' کبوتر بازی اور ریش تراشی بھی ہے۔ پس اس برے فعل (ڈاڑھی منڈانے) کے موجد قوم لوط ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ داڑھی منڈانے سے باز آئیں کیونکہ یہ کفار اور مشرکین کی عادت ہے۔ داڑھی مردوں کے لئے باعث زینت ہے اور منڈانے سے صورت بری معلوم ہوتی ہے۔ (انتہیٰ)

اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بھی ڈاڑھی مبارک تھی۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

﴿كَانَ رَسُوْلُ ﷺ كَثِيْرَ شُعُوْرِ اللِّحْيَةِ﴾ حضور ﷺ کی ڈاڑھی مبارک بہت گھنی تھی۔

اور دوسری روایت میں ہے۔

﴿اَنَّهٗ كَثِيْرُ شَعْرِ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ﴾ (ابن عساکر) آپؐ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بال بہت زیادہ تھے۔

پس حضور ﷺ کی اتباع اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم نے اسی اسوۂ حسنہ کی پیروی کو فرمایا ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ (احزاب) تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخصوں کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتا اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عمدہ نمونہ موجود ہے۔

اور حضورؐ نے فرمایا کہ :

﴿اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى﴾ موچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

پس آنحضرت ﷺ کا قول و فعل اس پر دال ہے کہ داڑھیاں بڑھائیں اور موچھیں تراشیں۔ اگر اس کے خلاف ہو تو اللہ اور رسول کی نافرمانی ہوگی اور آپؐ اس سے بیزار ہوں گے۔ جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بہر حال داڑھی کا بڑھانا نبیوں کی سنت ہے اور منڈانا تمام نبیوں کی سنت کے خلاف ہے اور جو داڑھی بڑھا کر اوپر چڑھائے یا باندھے تاکہ دکھائی نہ دے جیسے سکھ لوگ رکھ کر کپڑے اور رومال سے باندھ لیتے ہیں تو اس طرح کرنا بھی شرعاً حرام ہے۔ حضرت رویفعؓ بیان کرتے ہیں

﴿قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيٰوةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ فَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّهٗ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهٗ اَوْتَقَلَّدَ وَتَرًا اَوِاسْتَنْجٰى مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے رویفع! ممکن ہے کہ میرے بعد تم زیادہ دنوں تک زندہ رہو اور تمہاری لمبی عمر ہو تو میرا یہ پیغام لوگوں کو پہونچا دو کہ جو شخص داڑھی کو باندھے یا گلے میں زنار لٹکائے یا گوبر اور ہڈی

﴿بِرَجِيعِ دَابَّةٍ اَوْعَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْءٌ مِّنْهُ﴾ (ابوداؤد)	سے استنجا کرے تو محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں- یعنی داڑھی رکھ کر جواسے اوپر چڑھائے یا گرہ لگائے یا کسی کپڑے سے باندھ کر گرہ لگا کر چھپالے تو رسول اللہ ﷺ اس سے بیزار ہیں-

غور کیجئے کہ داڑھی باندھنے سے جب آپ اس قدر بیزار ہیں تو داڑھی منڈانے سے بدرجہ اولیٰ بیزار ہیں- ممکن ہے اسی بیزاری اور ناراضگی کی وجہ سے قیامت کے روز سفارش بھی نہ فرمائیں-رسولؐ کی مخالفت کی بڑی سزا ہے-اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسولؐ کی سنت کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْيُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ-﴾ (سورہ نور)	جو لوگ اللہ کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ اس سے کوئی دردناک مصیبت یا عذاب ان کو نہ پہونچے-

یہ داڑھی منڈانا اسلامی طریقے کے اور مسلمانوں کے راستے کے بالکل خلاف ہے ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا-﴾ (نساء)	جو شخص باوجود راہ ہدایت کے وضاحت ہو جانے کے بعد بھی رسول کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے- اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے پہونچنے کی-

یعنی جو غیر شرعی طریقہ پر چلے، شریعت ایک جانب ہو اور اس کی راہ دوسری طرف ہو، فرمان رسول کچھ ہو اور اس کا منتہائے نظر کچھ اور ہو حالانکہ اس پر حق کھل چکا ہے اور دلیل

دیکھ لی ہے پھر بھی مخالفت رسول کر کے مسلمانوں کی صاف راہ سے ہٹ جائے تو ہم بھی اسی ٹیڑھی اور بری راہ پر اسے لگا دیتے ہیں پھر اسے وہی بری راہ اچھی معلوم ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ وہ جہنم میں جا پہونچتا ہے مومنوں کی راہ کے علاوہ راہ ڈھونڈ تا ہے۔ یعنی دراصل وہ رسول سے شقاق اور خلاف کرتا ہے ایسے لوگ قیامت کے دن بہت افسوس کریں گے اور پچھتائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّلِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُوْلُ يَا لَيْتَنِىْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً يَاوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلاَنًا خَلِيْلاً لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْجَاءَ فِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلاً﴾ (فرقان)	اس دن ستمگر شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا۔ ہائے کاش کہ ہم نے رسول کی راہ لی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو اس کے بعد مجھے گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہونچی تھی۔ شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔

یعنی قیامت کے روز رسولؐ کا نافرمان کف افسوس ملتا ہوا کہے گا کہ میں رسول کے راستے پر چلتا اور فلاں فلاں کو دوست نہ بناتا افسوس کہ ان ایرے غیروں نے نصیحت پہونچنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا لیکن اس وقت کے افسوس کرنے سے کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔

ایسے لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلاَ مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُّبِيْنًا﴾ (احزاب)	کسی مسلمان مرد یا عورت کو یہ لائق نہیں ہے کہ جس وقت اللہ اور اس کے رسول کسی کام کے کرنے کا حکم دیں پھر اس کو اختیار باقی رہے چاہے کرے چاہے نہ کرے، جو اللہ ورسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں ہوگا۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم اور ارشاد ہے اس میں کسی مسلمان مرد یا کسی مسلمان عورت کو اختیار نہیں کہ چاہے کرے یا نہ کرے۔ بلکہ دونوں کی

اتباع ضروری اور واجب ہے- پس ان آیات سے معلوم ہوا کہ داڑھی بڑھانے والے اللہ اور رسولؐ کے فرماں بردار ہیں اور منڈانے والے نافرمان ہیں- اور ان آیتوں سے داڑھی کا بڑھانا اور موچھوں کا کٹانا بھی معلوم ہوا ائمہ مجتہدینؒ اسی طرح قرآن کریم سے احکام استنباط کرتے تھے چنانچہ علامہ سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں کہ "ایک مرتبہ مکہ معظّمہ میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو چاہو مجھ سے پوچھو میں قرآن کریم سے جواب دوں گا- ایک شخص نے دریافت کیا کہ احرام میں زنبور کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟ حضرت امامنا الشافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جائز ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی-

﴿مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا-﴾ جو حضور ارشاد فرمائیں اس کو کرو اور جس سے منع کریں اس کو مت کرو-

اور اس کے بعد پوری اسناد ذکر فرما کر یہ حدیث پڑھی-

﴿عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ﴾ حضور نے فرمایا ہے کہ میرے بعد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو-

(الخ)

پھر پوری سند سے یہ اثر پڑھ کر سنایا کہ-

﴿عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الزَّنْبُوْرَ﴾ (الخ) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محرم کو زنبور کا قتل کرنا جائز ہے (فدیہ وغیرہ لازم نہیں)

اس سے امامنا الشافعی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ ثابت کیا کہ یہ حکم قرآن کا ہے اس لئے کہ صحابہ جو کچھ کرتے یا فرماتے ہیں وہ سب حضور اکرم ﷺ کا قول یا فعل ہوتا ہے اور حضور جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہ وحی من جانب اللہ ہے- پس صحابہ کا ارشاد اس حیثیت سے وحی من جانب اللہ ہوا- لہٰذا یہ حکم قرآن کا ہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان عورتوں پر جو گودنا گودتی اور گدواتی ہیں اور جو اپنے چہرہ کے بالوں کو نوچتی ہیں اور ان پر جو اپنے دانتوں کو ریت ریت کر باریک کرتی ہیں- لعنت فرمائی- ایک بی بی صاحبہ یہ سن کر آپ

کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ ایسی عورتوں پر لعنت کرتے ہیں تو اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ :

﴿مَالِیَ لاَ اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَمَلْعُوْنٌ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ۔﴾ (بخاری)

کیوں نہ لعنت کروں اس شخص پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہو اور جس کا بیان قرآن مجید میں ہے۔

اس پر بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھا لیکن اس میں تو اس کا ذکر کہیں نہیں پاتی اس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر

﴿اِنْ کُنْتِ قَرَأْتِهٖ لَقَدْ وَجَدْتِهٖ اَمَا قَرَأْتَ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔﴾

اگر تو قرآن مجید کو پڑھتی تو ضرور پالیتی۔ کیا اس کو نہیں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔

بہر حال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی اور اس کا ثبوت قرآن مجید سے دیا حالانکہ صراحتہً یہ حکم قرآن مجید میں موجود نہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کا استدلال "مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ" سے ہے اگر ہم اس سے استدلال کریں تو کون سا گناہ ہوگا جب کہ حضورؐ خود فرماتے ہیں کہ داڑھی بڑھاؤ اور موچھ کٹاؤ۔ اور بہت سی فعلی اور قولی حدیثیں ہیں جن کو آئندہ آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ اور اسی طرح آپ نے حضرت بریرہ کے بیع وشراء کے بارے میں (جب کے ان کے مولیٰ نے اپنے لئے ولاء کی شرط کی تھی) فرمایا یَشْتَرِطُوْنَ شَرْطاً لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ۔ (بخاری) اور یہ شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے تو محدثینؒ اس کے معنی یہی بیان کرتے ہیں کہ لیس فی حکم اللہ۔ اور اللہ کا حکم عام ہے چاہے قرآن مجید میں ہو یا حدیث شریف میں ہو اور یہ مسئلہ قرآن مجید کی اور آیتوں سے اشارۃً کنایۃً ثابت کیا جاسکتا ہے مگر چونکہ کتاب طویل ہو جائیگی اور ہمیں اختصار مقصود ہے اس لئے انہیں چار آیتوں پر اکتفا کیا گیا۔

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط

فصل

مَسْئَلة ریش
اور نبی ﷺ کی قولی حدیثیں

قرآنی آیات کے بعد قرآن کریم کی حقیقی تفسیر یعنی ذخیرہ احادیث نبوی ؐ کو ملاحظہ کیجئے کہ جناب رسول ﷺ نے اعفاء لحیہ کی اتنی اہمیت اور شدید ترین ضرورت دیکھی کہ اس کو فطرت سے شمار کیا یعنی جس چیز پر ہماری خلقت اور پیدائش واقع ہوئی ہے۔ یعنی ان امور پر عامل ہونا ہمارا خلقی' فطری اور جبلی کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ وہی اللہ کی پیدائش کہ جس پر لوگوں کو پیدا کیا کسی کو اس کے بدلنے کا حق نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔

(روم)

اور حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

﴿كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ﴾ (مشکوٰۃ) ہر شخص کی پیدائش فطرت پر واقع ہوئی ہے۔

پس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی خلقت فطرت ہی پر واقع ہوئی ہے اور جس چیز کو مبدأ فیاض نے ہمارے لئے فطرت قرار دیا ہو اس پر عمل کرنا ضروری ہے کیونکہ دو متضاد چیزوں میں اس کے ذریعہ سے امتیاز ہو جاتا ہے اگر اس کو تمیزی صورت میں رکھا جائے تو قانون قدرت کے عین مطابق ہوگا اور اگر اس کو بد تمیزی سے معدوم کرایا گیا تو اس فطرت کے (جس پر ہماری خلقت واقع ہوئی ہے) خلاف ہوگا۔ اسی فطرت پر عمل کرنے

کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ اس کو بجا لائیں- چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسی میں سخت امتحان ہوا اور اسی فطرت پر حضور ﷺ مامور ہوئے اور اپنے اپنے قول و فعل سے بتادیا- چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے-

(۱) عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ الحدیث (مسلم)

دس خصلتیں فطرت سے ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں کہ داڑھی کو بڑھایا جائے اور مونچھ کو کٹایا جائے-

دوسری جگہ فرمایا:

(۲) اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی-

مونچھوں کو خوب کٹاؤ اور داڑھی کو خوب بڑھاؤ-

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَزُّو الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا لِلُّحٰی وَخَالِفُوا الْمَجُوْسَ- (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ موچھو کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو-

اس لئے کہ وہ موچھوں کو بڑھاتے ہیں اور داڑھی کو کٹاتے ہیں تم اس کا الٹا کرو کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور موچھ کو کٹاؤ ورنہ تمہاری اور ان کی صورت ایک سی ہو جائے گی جو مفضی الی التشبہ ہے- دوسری جگہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

(۴) خَالِفُو الْمُشْرِكِيْنَ اِحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِرُو اللُّحٰی- (بخاری)

مشرکین کی مخالفت کرو تم موچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ کیونکہ مشرکین مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور داڑھی کو منڈاتے ہیں-

اور ابن عدی کی روایت میں اس طرح ہے کہ:

(۵) اِحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ

موچھیں خوب پست کراؤ اور داڑھی خوب بڑھاؤ یہودیوں کی سی اپنی صورتیں مت بناؤ

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

(٦) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَصُّوْا سَبَالَكُمْ وَفَرُوْاعَثَانِينَكُمْ وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ

حضورؐ فرماتے ہیں کہ موچھیں کترواؤ اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ اور نصرانیوں کی مخالفت کرو۔

(احمد و طبرانی)

اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

(۷) ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَجُوْسَ قَالَ اِنَّهُمْ يُوْفِرُوْنَ سَبَالَهُمْ وَيُحْلِقُوْنَ لُحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ۔

رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی موچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں منڈاتے ہیں تم ان کے خلاف کرو۔

(احکام)

یہ احادیث ہر اعتبار سے بتلا رہی ہیں کہ اعفاء لحیہ (داڑھی کا بڑھانا) نہایت ضروری ہے ورنہ جناب رسول اللہ ﷺ اتنے اہتمام اور تاکید سے نہ فرماتے کہ تم داڑھی کو ضرور بڑھاؤ۔ اس لئے کہ مجوس و مشرکین اپنی داڑھیوں کو منڈاتے ہیں۔ تم کو چاہئے کہ ان کی مخالفت کرو ورنہ تمہاری اور ان کی ایک سی صورت ہو جائے گی۔

فطرت

یعنی داڑھی کا بڑھانا فطرت سے ہے

لفظ فطرت (ف) کے زیر کے ساتھ جس کے لغوی معنی "آفرینش" کے ہیں اور (ف) کے زبر کے ساتھ جس کے معنی آفریدن و آغاز کردن اور شق شگافتن' ایجاد' ابتداع' اختراع کے ہیں۔ اور شرعی معنی دین اسلام' طریقہ' سنت قدیمہ کے ہیں۔ علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ۔

﴿اَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ فَمَعْنَاهُ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ

آنحضرت ﷺ کا قول "فطرت پانچ ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ یعنی فطرت کی بہت قسمیں ہیں ان

كَمَا فِيْ الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى • عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ وَلَيْسَ مُنْحَصِرَةٌ فِيْ الْعَشْرِ وَقَدْ اَشَارَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَدَمِ اِنْحِصَارِهَا فِيْهَا بِقَوْلِهٖ مِنَ الْفِطْرَةِ وَاَمَّا الْفِطْرَةُ فَقَدْ اخْتَلَفَ فِيْ الْمُرَادِبِهَا فَقَالَ اَبُوسُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ ذَهَبَ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰى اَنَّهَا السُّنَّةُ وَكَذَا ذَكَرَهُ جَمَاعَةٌ غَيْرُالْخَطَّابِيّ قَالُوْا وَمَعْنَاهُ اَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْاَنْبِيَاءَ صَلٰوةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ وَقِيْلَ هِيَ مِنَ الدِّيْنِ قَوْلُهُ مِنَ الْفِطْرَةِ اَیْ السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ الَّتِیْ اِخْتَارَهَا الْاَنْبِيَاءُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهَا الشَّرَائِعُ كَاَنَّهَا اَمْرٌ جِبِلِّيٌّ فُطِرُوْا عَلَيْهَا ﴾

میں سے یہ پانچ بھی ہیں جیسا کہ دوسری روایت میں موجود ہے کہ دس فطرت سے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ دس ہی میں منحصر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فطرت سے یہ دس بھی ہیں اور حضورؐ نے خود ''فطرت سے'' کہہ کر عدم انحصار کی طرف اشارہ فرمایا ہے- اور فطرت کے معنی میں اختلاف ہے- علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ علماء کی اکثر جماعت اس طرف گئی ہے کہ فطرت کے معنی سنت کے ہیں اور ایسا ہی خطابی کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی بیان کیا ہے تو اس بنا پر حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ یہ چیزیں (جن میں داڑھی کا بڑھانا بھی ہے تمام نبیوں (یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار) نبیوں کی سنت ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک فطرت کے معنی دین کے ہیں تو اس صورت میں یہ مطلب ہو گا کہ یہ دس چیزیں دین سے ہیں پھر جس نے ان کو چھوڑ دیا تو اس نے گویا دین کو چھوڑ دیا- حضورؐ کا قول داڑھی بڑھانا فطرت سے ہے- یعنی اس سنت قدیمہ سے ہے جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے پسند فرمایا اور جس پر تمام شریعتیں متفق ہوتی چلی آئی ہیں- گویا ہماری فطرت خلقت و پیدائش اسی پر واقع ہوئی ہے-

اور ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔

﴿قَالَ الْقَاضِيْ اَبُوْ بَكْرِ ابْنِ الْعَرَبِيْ عِنْدِيْ اَنَّ الْخِصَالَ الْمَذْكُوْرَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ كُلَّهَا وَاجِبَةٌ فَاِنَّ الْمَرْءَ لَوْ تَرَكَهَا لَمْ يَبْقَ صُوْرَتُهٗ عَلٰى صُوْرَةِ الْاٰدَمِيِّيْنَ فَكَيْفَ يَكُوْنُ مِنْ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَنَقَلَ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ عَنْ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ قَالَ دَلَّ الْخَبَرُ عَلٰى اَنَّ الْفِطْرَةَ بِمَعْنَى الدِّيْنِ وَالْاَصْلُ فِيْهَا اُضِيْفَ اِلَى الشَّيْءِ اَنَّهٗ مِنْهُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ اَرْكَانِهٖ لَا مِنْ زَوَائِدِهٖ حَتّٰى يَقُوْمَ الدَّلِيْلُ عَلٰى خِلَافِهٖ وَقَدْ وَرَدَ الْاَمْرُ بِاتِّبَاعِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ اُمِرَ بِهَا اِبْرَاهِيْمُ وَكُلُّ شَيْئٍ اَمَرَ اللّٰهُ بِاتِّبَاعِهٖ فَهُوَ عَلَى الْوُجُوْبِ لِمَنْ اُمِرَ بِهٖ۔

قاضی ابو بکر بن عربی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ خصال مذکورہ (جن میں داڑھی رکھنا بھی ہے) کل کے کل واجب ہیں۔ جس کا تارک عاصی اور گنہگار ہے۔ اگر کوئی ان کو نہ کرے اور داڑھی نہ بڑھائے تو اس کی صورت انسانوں کی صورت نہیں باقی رہے گی۔ چہ جائیکہ مسلمانوں سے ہو۔ اور ابن دقیق العید بعض علما سے نقل کرتے ہیں کہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فطرت کے معنی دین کے ہیں اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جب ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف کی جاتی ہے تو اس وقت وہ چیز اس کے ارکان واجزاء سے ہوتی ہے۔ اس میں داخل ہوتی ہے خارج نہیں ہوتی جب تک کوئی دلیل اس کے خلاف نہ قائم ہو جائے اگر کوئی دلیل ہے کہ اس سے خارج ہے تو اس سے خارج مانا جائے گا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو ان باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور ہم کو آپ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور جس چیز کے اتباع کا اللہ تعالیٰ حکم کرے وہ مامور پر واجب ہوتی ہے۔

ان عبارات مذکورہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ داڑھی بڑھانا ایک ضروری چیز ہے کیونکہ اس کو دین کا ایک جزء قرار دیا ہے جس کے انکار یا ترک سے دین کے اندر جو کمی لازم آئے گی وہ ظاہر ہے۔ اب ہم داڑھی منڈانے والے اصحاب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کیا سمجھ کر منڈاتے 'ترشواتے یا خشخشی کراتے ہیں فرض یا واجب۔ یا سنت یا مباح' یا قبیح۔ اور یہ پانچوں منتفی ہیں۔ لہذا داڑھی منڈانا کسی حیثیت سے جائز نہیں ہو سکتا۔ اول کی تین صورتیں تو اس لئے نہیں ہو سکتیں کہ ان کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہونا چاہئے اور داڑھی منڈانے کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے اور نہ احادیث شریف سے ہے۔ بلکہ اس کے خلاف موجود ہے جس کی تشریح گذر چکی ہے۔ اب اگر غیر فرض کو فرض اور غیر واجب کو واجب اور غیر سنت کو سنت سمجھ کر اس کو کیا جائے تو اس سے خدا اور رسول پر کذب لازم آئے گا کیونکہ اس کو اگر ایسا سمجھ کر کیا جائے گا تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ داڑھی کا ثبوت ان دونوں سے ہے حالانکہ کہیں اشارہ بھی نہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت ﷺ نے خود فیصلہ فرمادیا ہے کہ :

﴿مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾ (بخاری)

جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے (یعنی یہ کہ نبیؐ نے ایسا فرمایا یا کیا ہے حالانکہ میں نے نہ کہا نہ کیا) تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے گا۔

یہ حدیث متواتر ہے اس کا مخالف اور منکر کافر ہو جاتا ہے۔ اور مباح سمجھ کر بھی منڈانا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ داڑھی بڑھانا سنت ہے اور سنت کا ترک حرام کے قریب ہے اور حرام کا مرتکب عاصی اور گنہگار ہے چنانچہ تلویح میں ہے کہ :

﴿تَرْكُ السُّنَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْحَرَامِ وَيَسْتَحِقُّ حِرْمَانَ الشَّفَاعَةِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ مَنْ تَرَكَ السُّنَّةَ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِيْ وَاَيْضًا قَالَ صلعم مَنْ رَغِبَ

سنت موکدہ کا چھوڑنا حرام کے قریب ہے اور اس کا تارک حضورؐ کی شفاعت سے محروم رہے گا اس لئے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص میری سنتوں کو چھوڑ دے گا وہ میری شفاعت

عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ﴾ (مشکوۃ)

نہیں پائے گا اور جس شخص نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

پس داڑھی کا منڈانا معصیت ہے اور استباح معصیت معصیت ہے وَتَحَلُّلُ الْمَعْصِیَۃِ کُفْرٌ بِالْاِتِّفَاقِ۔ معصیت کو حلال اور مباح سمجھنا کفر ہے بالاتفاق اور جو لوگ اس کو مباح نہیں جانتے بلکہ باوجود قبیح جاننے کے منڈاتے اور کٹاتے ہیں تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اس پر اصرار کرتے ہیں یا نہیں اگر اصرار کرتے ہیں تو کسی معصیت اور فسق پر اصرار کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔ صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ :

﴿اَلْفِسْقُ فِی اللُّغَةِ اَلْخُرُوْجُ وَفِی الشَّرِیْعَةِ الْخُرُوْجُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ بِارْتِکَابِ الْکَبِیْرَةِ الَّتِیْ مِنْ جُمْلَتِهَا الْاِصْرَارُ عَلٰی صَغِیْرَةٍ وَلَهٗ طَبَقَاتٌ ثَلٰثٌ اَلْاُوْلٰی التَّغَابِیْ وَهُوَ اِرْتِکَابُهَا اَحْیَانًا مُسْتَقْبِحًا لَهَا وَالثَّانِیَةُ اَلْاِنْهِمَاكُ فِیْ تَعَاطِیْهَا وَالثَّالِثَةُ الثَّابِرَةُ عَلَیْهَا مَعَ جُحُوْدِ قُبْحِهَا وَهٰذِهِ الطَّبَقَةُ مِنْ مَرَاتِبِ الْکُفْرِ۔﴾

فسق کے لغوی معنی نکلنے کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طاعت سے نکل جانا۔ مجملہ ان کے گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی ہے (یعنی کسی گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے) اور اس کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ تغابی کا ہے یعنی قبیح سمجھ کر اس کو کبھی کبھی کرنا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس کے کرنے میں منہمک اور مستغرق رہے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ اس کی برائی سے انکار کرے' اس پر دوام کیا جائے۔ اور یہ کفر کے مراتب سے ہے۔

داڑھی منڈانا یقیناً فسق سے خالی نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا اور رسول کی طاعت سے نکل گئے لہٰذا ان تینوں درجوں میں سے کسی ایک درجے میں ضرور داخل ہوں گے اگر گناہ صغیرہ پر اصرار کیا جائے تو گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے علامہ نووی ؒ ہیں کہ

﴿قَالَ الْعُلَمَآءُ الْاِصْرَارُ عَلٰی صَغِیْرَةٍ یَجْعَلُهَا کَبِیْرَةً﴾

علماء کرام فرماتے ہیں کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا کہ اَلْقَلِيْلُ يَجُرُّ اِلَى كَثِيْرٍ قلیل کثیر کی طرف کھینچ لے جاتا ہے- پس اس داڑھی منڈانے کو اگر درجہ اول میں داخل مانا جائے تو کبیرہ ضرور ہو گا اور گناہ کبیرہ کی یہ تعریف کی جاتی ہے- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ-

كُلُّ شَيْئٍ نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ فَهُوَ كَبِيْرَةٌ- (نووی) جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اسے کبیرہ کہتے ہیں-

اور داڑھی منڈانے سے اللہ سے منع کیا ہے جس کی تفصیل گذر چکی لہذا داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے اور دوسری روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ

اَلْكَبَائِرُ كُلُّ ذَنْبٍ خَتَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِنَارٍ اَوْ غَضَبٍ اَوْ لَعْنَةٍ اَوْ عَذَابٍ- گناہ کبیرہ وہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ یا غضب یا لعنت یا عذاب کی دھمکی دی ہو-

اور بعض کہتے ہیں :

كُلُّ ذَنْبٍ قَرَنَ بِهٖ وَعِيْدٌ اَوْ حَدٌّ اَوْ لَعْنٌ (نووی) جس گناہ کے ساتھ وعید یا حد یا لعنت مقترن ہو اس کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں-

داڑھی منڈانے والوں کے لئے بہت وعیدیں آئی ہیں' موچھ بڑھانے والوں کے متعلق حضور ﷺ فرماتے ہیں-

﴿مَنْ طَوَّلَ شَارِبَهٗ عُوْقِبَ بِثَلٰثٍ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ يَشْرَبْ مِنْ حَوْضِيْ وَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مُنْكَراً وَّنَكِيْراً بِالْغَضَبِ﴾ جو شخص اپنی مونچھ کو دراز کرے اور کٹائے نہیں تو اس کو تین عذاب دئے جائیں گے- ایک یہ کہ میری شفاعت سے محروم رہے گا دوسرے یہ کہ میرے حوض کوثر سے پانی نہیں پی سکے گا- تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر منکر و نکیر کو غیظ و غضب کے ساتھ مسلط کر دے گا-

اور دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

﴿يُوْمَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ كَانَ شَارِبَهٗ جس وقت اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو قیامت کے دن سجدہ کرنے کا حکم فرمائے گا تو سب لوگ

طَوِيْلاً صَارَتِ الشُّعُوْرُ كَالْاَتَادِ الْحَدِيْدِ لاَ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْجُدَ۔﴾ سجدہ میں چلے جائیں گے اور جن کی مونچھیں بڑی ہوں گی وہ لوہے کی سلاخوں کی طرح ہو جائیں گی جس کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکیں گے۔

یہ عذاب محض مونچھ بڑھانے کی وجہ سے ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِاِعْفَاءِ لِحْيَتِیْ وَقَصِّ شَوَارِبِیْ (طبقات ابن سعد) میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھ کو کٹاؤں۔

جناب نبی کریم ﷺ کو جب داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے تو آپ کی امت کو بھی حکم دیا گیا اور پہلے گذر چکا ہے کہ حضور ﷺ نے ہم کو بھی اس کا حکم دیا ہے تو اب اس حکم اور امر کے خلاف کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں۔اس بات سے کہ ان پر کوئی مصیبت یا درد ناک عذاب پہونچے۔

یہ آیت کریمہ صاف بتا رہی ہے کہ داڑھی منڈانے والے عذاب الٰہی کے مستحق اور دنیا میں فتنہ و بلا کے لائق ہیں کیونکہ رسول ﷺ کے امر "اَعْفُوا اللُّحٰی وَخَالِفُوا الْمَجُوْسَ" کی مخالفت کرنے والے ہیں۔

میرے بزرگو اور عزیزو! کیا آپ کو خدا کے ہاں حاضری دینی نہیں' کیا وہ واقعات جو قرآن و حدیث میں بیان کئے گئے ہیں آپ کے ساتھ نہیں ہوں گے؟ پھر کیوں اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہو اور کیوں اپنے گلزار رخسار کی سبزہ زاریوں کو مرجھاتے ہو اور کیوں ہندوانہ رسم کو اپنے گلے میں ڈالتے ہو؟

عزیزو اور بزرگو! سنو

داڑھی منڈانا آج سے تم چھوڑ دو — یہ رسومِ ہندوانہ توڑ دو
داڑھی رکھنے کا رکھو تم سب خیال — تاکہ راضی تم سے ہو رب ذوالجلال
جب کہ جنت میں ملے گا تجھ کو ہار — ریش کا چہرہ پہ تیرے ہو نہ تار
تیس سالہ عمر ہو تیری وہاں! — ہو نہ بالوں کا ترے رخ پر نشاں
سارے چہرہ کی ملے تجھ کو چمک — قصر جنت پر پڑے جس کی دمک
سرمگیں وال چشم ہو تیری ضرور — نور پیشانی سے پائے حور نور

بعض حضرات داڑھی بڑھانے والوں کو ذلت اور حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور ان سے تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں۔ اگر یہ نظر استخفاف واستہزاء اس حیثیت سے ہے کہ وہ ایک نبی کی سنت پر عامل ہیں تو اس صورت میں ان کے ایمان کا باقی رہنا بہت مشکل ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ شریعت کی باتوں پر استہزاء کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ شریعت کی باتوں پر استہزاء کرنا گویا صاحب شریعت کا استہزاء کرنا ہے۔

وَالْاِسْتِهَانَةُ وَالْاِسْتِهْزَاءُ عَلَى الشَّرِيْعَةِ كُفْرٌ۔ — شریعت کو حقیر سمجھنا اور اس پر استہزاء کرنا کفر ہے۔

(شرح عقائد)

اور سنت پر بھی استہزاء کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔

وَالْاِسْتِهْزَاءُ عَلَى السُّنَّةِ كُفْرٌ (عقائد) سنت پر استہزاء کرنا کفر ہے۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے متعلق فیصلہ فرمادیا ہے کہ

سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ اَلزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهٖ اَلتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ — چھ شخصوں پر خدا اور تمام انبیاء علیہم السلام لعنت کرتے ہیں۔ ایک وہ جو اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا ہے اور ایک جو میری سنت کو استخفافاً چھوڑ دینے والا ہو۔

(مشکوٰۃ)

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ :

﴿اَلتَّارِكُ لِسُنَّتِي الْمُعْرِضُ عَنْهَا بِالْكُلِّيَّةِ اَوْبَعْضِهَا اِسْتِخْفَافًا وَتِلَّةَ مُبَالَاةٍ فَهُوَ كَافِرٌ وَمَلْعُوْنٌ وَتَارِكُهَا تَهَاوُنًا وَتَكَاسُلًا عَنِ اسْتِخْفَافٍ فَهُوَ عَاصِي﴾ (مرقاۃ)

میری سنتوں کو چھوڑ دینے والا یعنی اعراض کرنے والا تمام سے یا بعض سے اور بے پرواہی کرنے والا استخفاف سے کافر اور ملعون ہے اور جو سستی سے استخفافاً چھوڑتا ہو وہ عاصی اور گنہگار ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

مَنْ تَرَكَ سُنَّتِي لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِي۔ (توضیح)

جو میری سنتوں کو چھوڑ دے گا اس کو میری شفاعت نصیب نہ ہو گی۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (مشکوٰۃ)

جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

اور علامہ ابن ہمامؒ فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ :

﴿مَنْ هَزَلَ بِلَفْظِ كُفْرٍ اِرْتَدَّوَ اِنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ وَلِلْاِسْتِخْفَافِ فَهُوَ كَالْكُفْرِ-﴾ (فتح القدير)

جو کفریہ الفاظ سے مذاق کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا اعتقاد نہ ہو اور شریعت کی باتوں کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا کفر کی طرح ہے۔

اور علامہ شامی اس پر لکھتے ہیں کہ :

لِاَنَّ التَّصْدِيْقَ وَاِنْ كَانَ مَوْجُوْدًا حَقِيْقَةً لٰكِنَّهٗ زَائِلٌ حُكْمًا لِاَنَّ الشَّارِعَ جَعَلَ لِبَعْضِ الْمَعَاصِي اَمَارَةً عَلٰى عَدَمِ وُجُوْدِهٖ كَالْهَزَلِ الْمَذْكُوْرِ-

اس لئے کہ اگرچہ تصدیق قلبی حقیقۃً موجود ہے لیکن وہ حکماً زائل ہو گئی ہے اس لئے کہ شارع علیہ السلام نے بعض معاصی کو عدم وجود پر علامت قرار دیا ہے جیسے ہزلِ مذکور.....

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اِسْتِخْفَافًا وَاسْتِهَانَةً بِالدِّيْنِ فَهُوَاَمَارَةُ عَدَمِ التَّصْدِيْقِ۔ (شرح عقائد)	اس لئے کہ یہ فعل استخفاف اور استہانۃ بالدین کیا ہے اور یہ عدم تصدیق کی علامت ہے۔

بہر کیف ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو حضرات اس داڑھی کے بڑھانے پر سنت نبوی ہونے کی حیثیت سے تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں ان کے دین وایمان کا باقی رہنا مشکل ہے۔ کیونکہ دین کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کیا ہے جس میں داڑھی بڑھانا بھی ہے۔ اور دین کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کے متعلق ارشاد باری ہے۔

(۱) ﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْبٰؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (انعام پ۷)	ان لوگوں نے حق کو جھٹلایا جب ان کے پاس آیا۔ عنقریب ان کے پاس ان چیزوں کی خبریں آئیں گی جس سے وہ استہزاء کرتے تھے۔
(۲) ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (انعام)	اور ٹھٹے ہو چکے ہیں کتنے رسولوں سے پہلے پس گھیر لیا ان لوگوں کو اس چیز نے جن کے ساتھ وہ تمسخر کرتے تھے یعنی جس چیز سے استہزاء کرتے تھے اس کی جزا نے ان کو گھیر لیا۔
﴿يَحْذَرُ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ٥ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ	منافقین اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان منافقین کو خبر دیدے ان باتوں کی جو ان کے دلوں میں ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو یقیناً اللہ اس چیز کو ظاہر کر کے رہیگا جس کے اظہار سے تم اندیشہ کرتے ہو اور اگر آپ ان سے پوچھئے تو کہہ دینگے کہ

تَستَهزِءُونَ﴾ (توبہ) — ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ آپ ان سے فرمادیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ، اس کی آیتوں اور رسولوں کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو۔

(٤) ﴿اِنَّهٗ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ فَاتَّخَذْ تَمُوْهُمْ سُخْرِيًّا حَتّٰى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ اِنِّي جَزَيْتُهُمْ-﴾ (مومن)

(۴) ایک گروہ میرے بندوں کا کہتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہم پر رحم فرما تو بہتر رحم کرنے والا ہے تو تم لوگوں نے ان کو تمسخر بنالیا تھا کہ ان لوگوں نے تم کو میری یاد سے غافل کر دیا اور تم ان سے ہنستے تھے۔ ہم ان کو بدلہ دیں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دین پر استہزا کرنے والوں کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں جن کے احاطہ کا یہ رسالہ متحمل نہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس بری خصلت کو چھوڑ دیں اور اپنے نفس کو اپنا معبود نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں ہوائے نفس کے بندوں کو یوں فرمایا ہے۔

﴿اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ﴾ (سورۃ الفرقان)

کیا تو نے اس کے بے ایمان کو بھی دیکھا جس نے اپنے نفس کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہے (یعنی اس کا نفس جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ حکم شرع کا پابند نہیں)۔

داڑھی منڈانے والے اپنے نفس کے مطیع ہیں اور ہوائے نفس کے تابعداروں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور جو لوگ داڑھی نہیں منڈاتے اور خدا سے ڈرتے ہیں اور شریعت کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور ہوائے نفس کی تابعداری سے بچتے ہیں ان کو جنت کے عالی شان مکانات میں جگہ ملے گی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ — اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى﴾ (النازعات)

سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو اس کی خواہشات سے روکتا رہا تو اس کا ٹھکانا جنت میں ہوگا۔

جو لوگ داڑھی رکھتے ہیں اور نفس کی مخالفت کرتے ہیں اور شریعت محمدیہ کی پابندی کرتے ہیں وہ حقیقت میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

﴿اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ﴾ (مشکوٰۃ و بیہقی)

مجاہد وہ شخص ہے جو احکام الٰہی کے ادا کرنے کے موقع پر اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے (یعنی بر خلاف نفس کے خدا کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور مہاجر وہ شخص ہے جو خطا اور گناہ کی باتوں کو چھوڑ دے۔

مسلمانو! جب کہ خدائے قدوس نے باوجود اپنی قدرت کاملہ کے مردوں کے چہرہ پر داڑھی پیدا کی ہے او عورتوں کا چہرہ صاف اور سادہ بنایا ہے تو اب اس فطری وضع کو بدلنا یعنی داڑھی منڈانا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ مردوں کے چہرہ پر داڑھی کا ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ عورتوں کے سر پر بال۔ اگر کسی خوبصورت عورت کے سر پر بال نہ ہوں تو کیسی بری لگتی ہے۔ پس مردوں کو داڑھی منڈانا بھی ایسا ہی برا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قدرت نے جس چیز کو فطرت میں داخل کیا ہے۔ اس کو فطرت سے خارج کرنا انتہائی حماقت اور اعلیٰ درجہ کی بے وقوفی ہے۔ بسا اوقات ایک مسلمان دین دار کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ داڑھی منڈا ہندو ہے یا مسلمان؟ کیونکہ ہندو مسلمان کے درمیان تمیز دینے والی کوئی چیز ہے تو داڑھی کا وجود ہے۔ ایک سچا مسلمان ایک سچے مسلمان داڑھی والے کو دیکھ کر بلا تامل سمجھ لے گا کہ امتیازی چہرہ عورتوں کے سردار اور قوام کا ہے اور ایک کامل مسلم کی صورت دیکھ کر بغیر سوچ و فکر کے جان لے گا کہ یہ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا ہے جب کہ میدان جنگ میں دشمنوں کی فوجیں آپس میں گتھ جائیں اور بے پناہ تلواریں ٹکرا کر شور محشر بپا کر رہی ہوں تو اس شور و شغب اور تداخل افواج کی محشر خیزی میں صرف داڑھی کی وردی ہی اپنے اور

پرائے میں امتیاز پیدا کرے گی۔ اگر اس ہنگامہ آرائی میں کوئی سپاہی اپنی وردی اتار کر (داڑھی منڈا کر) دشمنوں کی وردی پہن کر اپنی ہی فوج میں آئے اور ہزار زبان سے چلا کر اعلان کرے کہ میں دشمن کی فوج میں سے نہیں ہوں۔ پھر بھی اس پر یہی حکم لگایا جائے گا کہ وہ دشمن ہی ہیں۔ ایسے ہی جب اسلامی وضع کے خلاف غیر اسلامی لباس ہو گا تب بھی مسلم غیر مسلم کی تمیز نہ ہو گی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں سے ہو گیا۔ (ابو داؤد)

اور اسی لئے جو رویہ دشمن کے سپاہیوں کے ساتھ برتا جاتا تھا وہی اس کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا لیکن اسی حالت میں اگر دشمن اسلام کی فوج کا ایک سپاہی اپنے حریف کی فوجی وردی میں (داڑھی) و اسلامی لباس و صورت بنا کر ان میں آملے تو وہی بے پناہ تلواریں اس کے سر پر سایہ رحمت ہو جاتی ہیں اور اس وقت تک اس کو ضرور نجات مل جاتی ہے جب تک کہ اس کا نفاق ظاہر نہ ہو جائے۔ یہ خرابی محض تشبہ کی وجہ سے لازم آتی ہے۔

حدیث ثابت کرتی ہے کہ ظاہری تشبہ جس قوم کے ساتھ بھی کیا جائے' ابرار و اخیار کے ساتھ کیا جائے' اشرار و فجار کے ساتھ کیا جائے' خیر میں یا شر میں ہے' معاشرت میں ہے یا تہذیب و تمدن میں۔ انجام یہ ہے کہ متشبہ اپنا وجود چھوڑ کر اسی قوم کے وجود میں مدغم ہو جاتا ہے جس کے ساتھ اس نے تشبہ کیا تھا۔ پس حدیث مذکور نے روشن کر دیا کہ تشبہ بالغیر جس طرح سے اور تکوینی طور پر محو و فنا کا ذریعہ ہی ٹھیک اسی طرح سے شرعی طور پر بھی وہ فناء شرائع کا ایک موثر طریقہ ہے اور یہ بات کافی طور پر معلوم ہو گئی کہ ہر چیز خواہ کونی ہے یا شرعی اپنی ہستی یا خودی باقی رکھنے کے لئے ترک تشبہ کے اصول کی محتاج ہے۔ ورنہ در صورت تشبہ اس کی وہ ہستی باقی نہیں رہ سکتی جو اب تک تھی بلکہ متشبہ بہ کی ہستی میں صورۃً و سیرۃً و حکماً مدغم ہو جائے گی۔ چنانچہ علماء امت اسی حدیث کی تنقیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی جن سانپ کی صورت میں ہو تو اس کے قتل کر دینے میں کوئی باک نہ کرنا چاہئے۔

مَنْ قَتَلَ دُوْنَ هَيْئَتِهِ فَدَمُهٗ هَدَرٌ یعنی جو شخص اپنی ہیئت کے دوسری ہیئت میں قتل کر دیا گیا تو اس کا خون ضائع ہے (جس کا قصاص نہیں کیونکہ سانپ اور بچھو کو شریعت نے حرم

میں بھی پناہ نہ دی اور جب کہ جن نے اس غیر معصوم الدم مخلوق سے تشبہ کیا تو وہ انہیں میں سے ہو گیا پس اس پر سانپ بچھو کے احکام جاری کر دیئے جائیں گے۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر صحابہ و تابعین اور تمام سلف نے ہر قسم کے متشبہانہ اور تبدیل معاشرت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور اسی حدیث سے استدلال کرتے رہے۔

حضرت حذیفہ ابن یمان کو ایک دن ایک ولیمہ میں بلایا گیا۔ آپ نے جا کر دیکھا کہ اس تقریب میں کچھ عجمی رسمیں ادا کی گئیں ہیں تو واپس ہو گئے اور فرمایا کہ "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" (اقتضاء الصراط المستقیم) اس حدیث کے ماتحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قَلَّمَا تَشَبَّهَ رَجُلٌ بِقَوْمٍ اِلَّا كَانَ مِنْهُمْ بہت کم دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی اور آخر اسی قوم میں سے نہ ہو گیا اور اسی حدیث کے ماتحت داڑھی منڈانے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔

((خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ۔)) (بخاری) مشرکین کی مخالفت کرو (کیونکہ وہ داڑھی منڈاتے ہیں اور مونچھ بڑھاتے ہیں تم داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھ کو کٹاؤ۔

اور اسی حدیث کی ماتحت خطاب بن مول مخزومی نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی تھی جس کو ابن حبان نے اپنی کتاب روضۃ العقلاء میں نقل کیا ہے۔

﴿تَشَبَّهْ بِاَهْلِ الْعَقْلِ لِتَكُنْ مِنْهُمْ وَتَضَعْ لِلشَّرَفِ تُدْرِكُهُ فَتَشَبَّهُوْا﴾ داناؤں کی مشابہت کو تو انہیں میں سے ہو جائے گا اور بناوٹ سے بھی اگر شرف کی طرف جھکے گا تو شرف حاصل کرلے گا۔

فَتَشَبَّهُوْا اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

"اے لوگو! کریموں اور شریفوں سے تشبہ اختیار کرو، اگرچہ تم ان جیسے نہیں کیونکہ کرام کے ساتھ مشابہت ہی کامیابی ہے"

اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ چند نظیریں بطور نمونہ کے پیش کی جاتی ہیں۔ سنئے! ملا علی قاری صاحب مرقات شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے جادوگروں کا ایمان لانا بلا شبہ خدا کے حکم و مشیت سے متعلق ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی اسی کے ہاتھ

میں ہے- مگر عالم اسباب میں جس چیز نے ان کے قلوب میں استعداد پیدا کر دی وہ ان کا ظاہری تشبہ تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے لباس سے انھوں نے کیا- اور ویسا ہی جبہ و دستار وغیرہ پہن کر میدان مقابلہ میں آئے گویا اپنے ظاہر کو تو انھوں نے پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام کے تابع بنالیا تھا اور ظاہراً ان میں اور موسیٰ علیہ السلام میں بعد اور منافرت باقی نہ رہی تھی- آخر کار باطن بھی تابع ہو گیا اور منافرت قلبی اٹھ گئی جو ایمان کا ذریعہ بن گئی- پھر کہتے ہیں کہ فرعون کے دربار میں ایک مسخرہ تھا جو موسیٰ علیہ السلام کی نقلیں اتارا کرتا تھا- ان جیسا لباس پہن کر دارالحل جا کر ان جیسی عصا ہاتھ میں لیکر ان جیسی آواز بنا کر فرعون اور فرعونیوں کو ہنسایا کرتا تھا- جب سارے فرعونی ہلاک ہو گئے اور اس کو بچالیا گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں شکوہ کیا کہ اسے کیوں بچالیا گیا حالانکہ سب سے زیادہ ایذاء مجھے اس کے تمسخر سے پہونچی تھی- تو جواب دیا گیا کہ یہ بیشک تمسخر سے ایذاء دیا کرتا تھا اور اس کا قلب کفر ہی سے پُر تھا لیکن یہ تیرے لباس جیسا لباس پہنتا تھا- تیری طرز تعلیم جیسا تکلم اختیار کرتا تھا اور تیری تمام اداؤں سے اس نے ظاہری مشابہت پیدا کر لی تھی- پس ایک حبیب سے بعید تھا کہ دشمن کو حبیب کی شکل و لباس میں عذاب دے- اس لئے اگر اس نے دنیا میں ظاہری طور پر تیری صورت سے تشبہ کیا تو صرف دنیا میں ظاہری طور پر ہی اسے نجات بھی مل گئی کہ غرق بحر سے بچالیا گیا- ہاں اس کا قلب کفر سے لبریز ہے- اور اب اسی امت میں دیکھ لیجئے ابوداؤد و مشکوٰۃ وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا ایمان بھی اسی ظاہری اثراندازی کا رہین منت ہے-

جنگ حنین سے واپس آتا ہوا لشکر اسلامی راستے میں کسی پڑاؤ پر فروکش تھا- گاؤں کے لڑکے اسلامی لشکر کو دیکھنے کے لئے تماشائی بن کر ہجوم کر آئے- لشکر میں جب اذان ہوئی تو تمام لڑکے استہزاء سے نقلیں اتارنے لگے- آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ان لڑکوں کو پکڑ لاؤ- چنانچہ کچھ لڑکے حاضر کئے گئے پوچھا گیا کہ کون نقل اتارتا تھا- سب نے ابومحذورہؓ کی طرف اشارہ کر دیا- سب لڑکے رہا کر دیئے گئے اور ابومحذورہ کو ان کی نیک نصیبی نے روک لیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو اور اذان کہو اذان کی نقل اتارو- یہ کھڑے ہوئے اور آپ جیسے اذان کی تلقین فرمانے لگے وہ بتکلف زبان سے ادا کرتے رہے یہاں تک کہ اسی زبان سے

توحید و رسالت کی شہادت بھی ادا کی جس کی وجہ سے تمام عرب میں ایک تلاطم بپا تھا- سبحان اللہ کہ اس ظاہری حرکت لسانی نے ابو محذورہ کے قلب کو محروم نہ چھوڑا- بلکہ حقیقی وہی توحید و رسالت کی شہادت جو زبان سے بتکلف ادا کرائی گئی- بالآخر سواد قلب میں پہونچ کر رہی اور پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ابو محذورہ کس جلالت کے آسمان کے ایک درخشندہ ستارے ہیں-

سُبحانہ مَا اعظم شانہ'-

داڑھی بڑھانے کا حکم

ان کھلی کھلی تصریحات کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو اور زیادہ واضح کر دیا جائے تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مسئلہ کے ذہن نشین کرنے کا کس قدر اہتمام فرمایا ہے کہ بہت سی حدیثوں میں مختلف عبارات اور انداز سے اعلان فرمایا اور اس کی کوئی شق باقی نہیں چھوڑی جس کو بوضاحت بیان نہ کیا ہو۔ اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اتفاق اور اجماع نے بلکہ تمام امت محمدیہ کے اجماع نے اس کی قطعیت پر مہر لگا دی تا کہ کسی کو اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

انشاء اللہ یہ تمام امور آپ اس چھوٹے سے رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

لفظ لحیہ کی تحقیق

لحیہ عربی میں رخسار اور ٹھوڑی کے بالوں کو کہتے ہیں چنانچہ صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ

﴿اَللِّحْيَةُ مَا تَنْبُتُ عَلَى الْخَدَّيْنِ وَالذَّقَنِ اَللِّحْيُ بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَضُمُّ وَ بِالْقَصْرِ وَالْمَدُّ جَمْعُ لِحْيَةٍ وَهِيَ اِسْمٌ لِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْعَارِضَيْنِ وَالذَّقَنِ﴾

(قسطلانی)

لحیہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو رخسار اور ٹھوڑی پر نکلتے ہیں اور علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ کہ لحی لحیہ کی جمع ہے اور لحیہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو رخسار اور ٹھوڑی پر نکلتے ہیں۔

اور لحیہ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ لحی پر جمتی ہے اور لحی بالفتح اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر دانت جمتے ہیں اور ان پر داڑھی بھی نکلتی ہے اور اس کی حد دائیں اور بائیں طرف سے صدغ تک ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حجام سے فرمایا تھا

﴿اَبلَغِ الْعَظْمَیْنِ فَاِنَّھُمَا مُنْتَھَی اللِّحْیَةِ--﴾ صدغ کی دونوں ہڈیوں تک سر مونڈ' کیونکہ یہ دونوں ہڈیاں منتہائے ریش ہیں- (غرائب)

اور نیچے کے لب سے حلق تک ہے ان حدود اربعہ کے درمیان داڑھی ہے-

مسئلہ :

داڑھی کا منڈانا اور حد سے زیادہ کتروانا دونوں حرام ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ-

(خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ-) مشرکین کی مخالفت کرو وہ داڑھیاں منڈاتے ہیں تم داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ- (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں یوں ہے کہ

(اَنْھِکُوا الشَّوَارِبَ رَاعْفُوا اللُّحٰی-) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مونچھیں خوب ترشواؤ اور داڑھی خوب بڑھاؤ- (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں یوں ہے کہ

(جَزُّو الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ) مونچھیں خوب تراش کر پست کرو اور داڑھی کو خوب بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو- (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی منڈانا مجوسیوں کی علامت ہے- جس کی مخالفت کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے اور بعض روایتوں میں ہے-

اَنَّہٗ اَمَرَبِاحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللُّحٰی خوب مونچھیں کٹانے اور داڑھی بڑھانے کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے- (مسلم)

بہر کیف داڑھی بڑھانے کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے جو ان حدیثوں میں سخت تاکید فرمائی ہے ان میں پانچ الفاظ ہیں اعفوا- اوفروا- ارخوا- وفروا- یہ مزید کے صیغے ہیں اور مجرد بھی اس معنی میں مستعمل ہے لیکن حضور نے مزید تاکید اور مبالغہ کے لئے مزید کے

صیغے استعمال فرمائے جن کا مآل ایک ہی ہے-علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ

(فَحَصَلَ خَمْسُ رِوَايَاتٍ اَعْفُوْا وَاَوْفِرُوْا وَاَرْخُوْا وَاَوْفُوْا وَوَفِّرُوْا وَمَعْنَاهَا كُلِّهَا تَرْكُهَا عَلٰى حَالِهَا هٰذَا هُوَالظَّاهِرُ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِىْ يَقْتَضِيْهِ اَلْفَاظُهٗ)

ان پانچوں روایتوں کا مآل ایک ہی ہے کہ داڑھی کو خوب لمبی کرو اور اپنی حالت پر چھوڑ دو-

اس جگہ دو امر قابل ذکر ہیں-ایک یہ کہ ان کلمات کے حقیقی معانی کیا ہیں اور دوسرے یہ کہ ان روایات میں جتنے صیغے استعمال کیے گئے ہیں وہ سب امر کے ہیں اور امر کے کیا معنی ہیں-لہٰذا ہم ان دونوں باتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں

لفظ اعفاء کی تحقیق

اعفاء عفوٌ سے ہے اور عفو مجرد کے معنی ہیں معاف کرنا، بخش دینا، قصوردار سے درگذر کر کے اس کو سزا نہ دینا- ساقط کرنا، باز رہنا، ویران کر دینا، بہت ہونا، چھوڑ دینا، زیادہ ہونا وغیرہ-اور یہ لفظ قرآن مجید اور حدیث میں بہت کثرت سے مستعمل ہے-

(۱) وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ- (آل عمران)

اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے-

(۲) خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

لازم پکڑو معاف کرنے کو اور حکم کرو نیک کام کا اور جاہلوں سے کنارہ کشی کرو-

اور حدیث شریف میں ہے-

(۳) سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ (مشکوٰۃ)

اللہ سے گناہوں کی بخشش اور صحت و تندرستی چاہو اور لوگوں کے ایذا اور شر و فساد سے پناہ مانگو-

(٤) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معاف

اَلْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ — کرنے کو دوست رکھتا ہے مجھے معاف فرما۔ (مشکوٰۃ)

اور اس قسم کی بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں لفظ عفو کا استعمال کیا گیا ہے اور اسی عفو سے اعفاء بنایا گیا ہے جس کے معنی بڑھانے کے ہیں۔ اور اس اعفاء سے اعفوا امر کا صیغہ بنایا گیا ہے جس کے معنی ہیں "بڑھاؤ" تو اب حدیث کے معنی بالکل واضح ہو گئے "اَعْفُوا اللُّحٰی" یعنی تم لوگ داڑھی کو ضرور بڑھاؤ۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ

اس زمانہ میں جس طرح بعض بے علم قرآن وحدیث کی غلط تاویل اور ان کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور ہوئے نفس کے موافق معنی بنانے کے درپے رہتے ہیں اس حدیث پر بھی اپنی ساری علمی قوت صرف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اعفاء سے منڈانا اور صاف کرانا مراد ہے کیونکہ اعفاء عفو سے ہے اور عفو کے معنی مٹانے کے ہیں تو (العیاذ باللہ) اعفوا اللحی کے یہ معنی ہوئے کہ داڑھی کو مٹا دو اور محو وصاف کرا دو۔

اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی اپنے آپ کو شرع کے احکام سے آزاد کر لیتا ہے اور نفس امارہ کا بندہ ہو جاتا ہے تو شتر بے مہار کی طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے جیسے یہود ونصاریٰ توراۃ وانجیل کی عبارتوں کو بدل کر اپنے نفس کے موافق کر لیا کرتے تھے۔

﴿مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ (مائدہ) — یعنی یہود ایسے ہیں کہ پھیرتے ہیں الفاظ کو ان کی جگہوں سے۔

﴿وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران) — اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ ہی کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور جان بوجھ کر خدا پر جھوٹ بولتے ہیں۔

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلاَّ كَذِبًا﴾ط — بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے یہ بالکل جھوٹ بکتے ہیں۔

(الکھف)

پس یہ لوگ بھی جھوٹ بکتے ہیں۔ اگر متشرع اور متدین ہوتے تو اللہ تعالیٰ عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرماتا کہ عفو مجرد کے معنی محو کے ہیں اور جو مزید باب افعال سے ہے اس کے معنی چھوڑنے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔ کیونکہ باب افعال کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت سلب ماخذ بھی ہے تو اس قاعدے کی رو سے اعفاء کے معنی مٹانے اور صاف کرانے کو چھوڑ دینے کے ہوئے۔ اور مٹانا اور صاف کرانا چھوڑ دینا بڑھانے اور زیادہ کرنے کو لازم ہے تو حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ منڈانا اور صاف کرانا چھوڑ دو یعنی بڑھاؤ۔ اور اگر بالفرض والتقدیر یہ ہی معنی لئے جائیں جو ان لوگوں نے سمجھا ہے تو انھکوا واحفوا الشوارب واعفوا اللحی کے کیا معنی ہوں گے کیونکہ انھکوا اور احفوا کے معنی بھی کٹانے کے ہیں اب اگر اعفوا کے معنی کٹانے کے لئے جائیں تو ان دونوں میں تقابل نہیں رہے گا۔ ولا یاخذن احدکم من طول اللحیۃ کا کیا مطلب ہو گیا اور کیا رسول اللہ ﷺ کا فعل آپ کے قول کے مخالف ہو سکتا ہے؟

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ) — رسول اللہ ﷺ کے ریش مقدس کے زیادہ بال تھے۔

(مسلم)

اور بعض روایتوں میں ہے۔

(وَكَانَتْ لِحْيَتُهُ قَدْ مَلاَءَتْ مِنْ هٰهُنَا اِلٰى هٰهُنَا وَاَمَرَّ يَدَيْهِ عَلٰى عَارِضَيْهِ۔) — اپنے دونوں رخساروں پر اشارہ کر کے بتلایا کہ حضور کی ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

(ابن عساکر)

آپ کا یہ فعل آپ کے قول کی تفسیر ہے اور آپ کا فعل آپ کے قول کے کبھی مخالف نہیں ہو سکتا ورنہ "لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ" آئے گا اور یہ آپ کے لئے محال ہے۔ اور اعفوا

اللحی آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب کفار مکہ و مشرکین عرب و مجوس و اہل فارس وغیرہ داڑھی منڈاتے اور موچھیں بڑھاتے تھے تو ایسے موقع پر آپ نے فرمایا "اعفوا اللحی و خالفوا المجوس" چنانچہ شراح حدیث لکھتے ہیں۔

فَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُصُّوْنَ لِحَاهُمْ وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَحْلِقُهَا وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْفُرْسِ قَصُّ اللِّحْيَةِ فَنَهَى الشَّارِعُ عَنْ ذٰلِكَ۔۔۔ (احکام اللحی)

مشرکین عرب اور مجوس اور اہل فارس وغیرہ کے بعض لوگ داڑھیاں کٹاتے تھے اور بعض لوگ منڈاتے ہیں اور فارسیوں کی عادت داڑھی کٹانے کی تھی تو شریعت نے اس کٹانے اور منڈانے سے روک دیا اور بڑھانے کا حکم دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کا منڈانا کفار کا شیوہ ہے اور کافروں کے ساتھ مختص ہے اور جو چیز مختص بالکفار ہو اس کا کرنا حرام ہے۔اور آنحضرتؐ کے بعد جتنے صحابہ' تابعین' تبع تابعین' ائمہ دین' محدثین' مفسرین سلف اور خلف گزرے ہیں سب "اَعْفُوْا" کے معنی بڑھانے کے لیتے چلے آئے ہیں۔اور آج تک کسی نے بھی "اَعْفُوْا" کے معنی کٹانے کے نہیں کئے۔یہ چودھویں صدی کا تمسخر ہے جو اس قسم کی تاویل مردود اور تحریف کی جاتی ہے اور بعض روایات میں بجائے اعفوا کے ارخوا ہے اور بعض میں وفروا اور بعض میں ارجوا اور اوفوا ہے۔اور ان سب کے معنی بالاتفاق بڑھانے اور چھوڑنے کے ہیں۔علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔

(وَاَمَّا اَوْفُوْا اَىْ اَتْرُكُوْهَا وَافِيَةً كَامِلَةً لَا تَقُصُّوْهَا وَاَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْخُوْا فَهُوَاَيْضًا يَقْطَعُ الْهَمْزَةَ وَبِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَ مَعْنَاهَا اُتْرُكُوْهَا وَلَا تَتَعَرَّضُوْا لَهَا بِتَغْيِيْرٍ۔) (نووی)

اوفو کے معنی خوب چھوڑنے کے ہیں اور ایک بال بھی نہ کٹایا جائے اور ارخوا کے معنی بھی بڑھانے اور چھوڑنے کے ہیں کہ داڑھی سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔

ان صیغوں سے معلوم ہوتا ہے کہ "اعفوا" کے معنی بھی بڑھانے کے ہیں ورنہ ان دونوں روایتوں میں تعارض ہو جائے گا جس کا جواب ہونا مشکل ہے۔

بعض جاہل کندہ ناتراش بکتے ہیں کہ قرآن شریف میں داڑھی منڈانے کا حکم ہے۔ (نعوذ باللہ) نقل کفر کفر نہ باشد) کہتے ہیں کَلاَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنی تم کلہ (رخسارہ یعنی داڑھی) صاف کراؤ"

اس بے ہودہ استدلال کا جواب تو ایک حجام نے دیا کہ اس نے اس کی ناک اڑادی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ناکتہ اللہ (ناقتہ اللّٰہ) یعنی ناک کو قتل کردو۔ (معاذ اللّٰہ)

ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن مجید کی آیتوں کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی کو خوف خدا نہ ہو تو شتر بے مہار کی طرح جو چاہے کرے۔ (اِذَا فَاتَكَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ۔)

نصاریٰ کی سی یہ صورت بنایا کس سے سیکھا ہے
سروں پر بال انگریزی رکھانا کس سے سیکھا ہے
مسلماں ہو کے یہ داڑھی منڈانا کس سے سیکھا ہے
خلافِ مصطفیٰ مونچھیں بڑھانا کس سے سیکھا ہے
جہالت ہے یہ گستاخی ہے "کَلاَّ سَوْفَ" کہدینا
کلام اللہ پر تہمت لگانا کس سے سیکھا ہے

بحث الامر

داڑھی کے لمبی کرانے کے بارے میں جتنی روایتیں آئی ہیں ان میں اکثر امر کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں اور امر کے حقیقی معنی وجوب کے ہیں اور دیگر معانی میں مجازاً استعمال ہوتا ہے اور جب تک کوئی قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ موجود نہ ہو تو حقیقی معنی لینے ضروری ہیں جیسا کہ اصول فقہ میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ امر حقیقۃً وجوب ہی کے لئے آتا ہے تو یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے اور واجب کا ترک حرام ہے کیونکہ وجوب جواز

فعل مع حرمت ترک کو کہتے ہیں۔

صاحب نورالانوار فرماتے ہیں۔

(لِاَنَّ الْوُجُوْبَ هُوَجَوَازُ الْفِعْلِ مَعَ حُرْمَةِ التَّرْكِ۔) اس لئے کہ وجوب کہتے ہیں جواز فعل مع حرمت ترک کو۔

یعنی جس کا کرنا جائز ہو اور چھوڑنا حرام ہو۔ تو داڑھی کا منڈانا اور حد سے زیادہ کٹانا حرام ہے۔ اس زمانہ میں داڑھی منڈانا اس قدر عالم گیر ہو گیا ہے کہ فی صدی نوے صفاچٹ کراتے ہیں اور بعض حضرات خشخشی داڑھی رکھتے ہیں۔ اور ایک دو انچ اور بعض فرنچ فیشن دمدار داڑھی رکھواتے ہیں۔ یہ سب سنت کے خلاف اور کفار و مشرکین کی سی صورت ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔

(وَقَالَ الْقَاضِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ الْعَرَبِیْ عِنْدِیْ اِنَّ الْخِصَالَ الْخَمْسَةَ الْمَذْكُوْرَةَ كُلَّهَا وَاجِبَةٌ فَاِنَّ الْمَرْءَ لَوْ تَرَكَهَا لَمْ يَبْقَ صُوْرَتُهٗ عَلٰى صُوْرَةِ الْاٰدَمِيِّيْنَ فَكَيْفَ يَكُوْنُ مِنْ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ) قاضی ابو بکر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ پانچوں مذکورہ چیزیں واجب ہیں جن میں داڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔ اگر کوئی اس کو چھوڑ دے اور داڑھی منڈائے تو اس کی صورت انسانوں کی صورت نہیں رہے گی پھر وہ مسلمانوں میں سے کیسے ہو گا۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے ماننے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی داڑھیاں بڑھائیں اور موچھیں کٹائیں۔ اور کسریٰ کے ماننے والے اس کے خلاف کریں یعنی داڑھیاں کٹائیں اور موچھیں بڑھائیں۔ کسریٰ کے حکم سے جب باذان صوبہ یمن نے دو کافروں کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا اور وہ دونوں آئے تو ان دونوں کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور موچھیں بڑھی ہوئی تھیں تو جناب رسول اللہ ﷺ کو ان کی طرف نظر کرتے ہوئے کراہت آئی اور فرمایا تمہارے لئے خرابی ہو کس نے تم کو یہ حکم دیا ہے ان لوگوں نے کہا ہمارے رب نے۔ ان کی مراد اس سے کسریٰ ہے۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے رب نے تو یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنی داڑھیاں بڑھائیں اور موچھیں کٹائیں۔ (رواہ ابن

سعد فی طبقاتہ)

غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور ﷺ کو کفار مجوس کی داڑھی منڈی صورت مکروہ اور بری معلوم ہوئی تو وہ مسلمان جو حضور ﷺ کا امتی داڑھی منڈانے یا کٹانے والا ہو اس کی بد صورت سے آپ کو کیوں نفرت اور کراہت نہ ہو گی-اور جب حضورؐ کی نگاہ مبارک اس گندی صورت سے پھر گئی تو پھر اس کا ٹھکانہ کہاں-کیونکہ نجات کی صورت آپ کی نظر شفقت اور رحمت پر ہے جب یہی سیدھی نہیں رہی تو کیسی امید-کیونکہ جس سے حضور ﷺ کی نظر پھر گئی تو اس کی طرف سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظر بھی پھر گئی-تو اس کا ٹھکانا سوائے دوزخ کے اور کہاں ہو گا-

دَفعِ دخلِ مقدّر

ہماری باطنی حالت جیسی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اگر ظاہری حالت بھی خراب ہو جائے تو رستگاری کی کوئی صورت نہیں-اگر باطن اچھا ہے اور ظاہر خراب تو اس ظاہری خرابی کی وجہ سے باطن بھی خراب ہو جائے گا-ظواہر کی تاثیر بواطن پر بہت پڑتی ہے-اگر ظاہر اچھا ہے تو اس کی تاثیر باطن پر اچھا اثر کرے گی اور اگر خراب ہے تو اس کی تاثیر برا اثر پیدا کرے گی-دیکھئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز میں صفیں سیدھی رکھو گے تو قلوب میں درستگی اور استقامت پیدا ہو گی اور اگر ٹیڑھی رکھو گے اور آگے پیچھے کھڑے ہو گے تو دل بھی کج اور ٹیڑھا ہو جائے گا-

(وَاللّٰهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ) (ابو داؤد)	خدا کی قسم تم لوگ نماز میں صفوں کو ضرور سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب میں اختلاف پیدا کر دے گا-

دوسری جگہ فرمایا کہ

(اِسْتَوُوْا فَاسْتَوُوْا قُلُوْبُكُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفُ قُلُوْبُكُمْ) (مسلم)	صفوں کو نماز میں سیدھا رکھو تو تمہارے قلوب سیدھے رہیں گے اور ٹیڑھے مت ہو ورنہ تمہارے دل بھی ٹیڑھے ہو

جائیں گے۔

علامہ نووی اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔

((اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ وَاخْتِلَافَ الْقُلُوْبِ لِاَنَّ مُخَالَفَتَھُمْ فِی الصُّفُوْفِ مُخَالَفَۃٌ فِیْ ظَوَاھِرِھِمْ وَاخْتِلَافُ الظَّوَاھِرِ سَبَبٌ لِاِخْتِلَافِ الْبَوَاطِنِ۔))

تمہارے درمیان بغض و عداوت پیدا ہو جائے گی اور دل مختلف ہو جائیں گے اس لئے کہ صفوف میں مخالفت کرنی ظاہر میں ان کی مخالفت ہے اور اختلاف ظواہر اختلاف بواطن کے لئے سبب ہوتا ہے۔

(نووی شرح مسلم)

اور قرآن کریم میں ہے کہ بد اعمال لوگوں کے قلوب میں بد عملی کی وجہ سے ایک زنگ بیٹھ جاتا ہے جو حق بات کے کرنے سے روکتا ہے جس کو کہیں ختم سے کہیں رین سے کہیں وقر سے کہیں طبع سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ

(۱) بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْھَا بِکُفْرِھِمْ۔

بلکہ خدا نے ان کے دل پر مہر لگا دی ان کے کافرانہ اعمال کی وجہ سے۔

(نساء پ۶)

اور ایک جگہ فرمایا:

(۲) خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ۔

خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

(سورہ بقر پ۱)

دوسری جگہ فرمایا۔

(۳) کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ

ہرگز نہیں بلکہ ان کے قلوب پر ان کے بداعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔

(پ۳۰)

اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ۔

(اِیَّاکُمْ وَالْمُحَقَّرَاتِ مِنْ الذُّنُوبِ فَاِنَّ الذَّنْبَ عَلَی الذَّنْبِ یُوْقِدُ عَلٰی صَاحِبِہٖ حَجِیْمًا ضَخَمَۃً))	چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بہت بچو کیونکہ گناہ پر گناہ کرتے رہنا اس گناہ گار پر ایک عظیم الشان آگ روشن کر دے گا۔

یعنی صغائر سے کبائر پر جرأت ہوتی ہے اور کبائر سے استخفاف معاصی اور کفر پر۔ اور یہ ہی آگ کا پیش خیمہ ہے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں۔

اَلْقَلْبُ کَالْکَفِّ فَاِذَا اَذْنَبَ اِنْقَبَضَ وَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْباً اٰخَرَ اِنْقَبَضَ ثُمَّ یُطْبَعُ عَلَیْہِ وَھُوَالرَّیْنُ۔	قلب مثل کف دست کے کھلا ہوا ہے جب گناہ کیا جاتا ہے تو سکڑ جاتا ہے پھر جب اور گناہ کیا تو اور سکڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس پر مہر لگا دی جاتی ہے اور یہی رین (زنگ) ہے۔

اسی لئے دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

وَاِذَا اَذْنَبَ الْاِنْسَانُ حَصَلَتْ فِیْ قَلْبِہٖ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ حَتّٰی یَسْوَدَّ الْقَلْبُ (مشکوٰۃ)	جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے جوں جوں وہ عمل بد کرتا رہتا ہے یہ ظلماتی نقطہ بھی بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ قلب سیاہ پڑ جاتا ہے۔

اسی طرح اچھے کام کرنے سے قلب منور ہو جاتا ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ

(اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَہُ الْمَاءُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا جَلَاءُھَا قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ۔) (مشکوٰۃ)	یہ دل زنگ آلود ہو جاتا ہے جیسے لوہا پانی پڑنے سے زنگ آلودہ ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کا صیقل کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن مجید کی

کثرت سے تلاوت کرنا۔

بہر کیف جس طرح یہ اعمال اپنی تاثیرات سے خیر کی حقیقت کو قلوب تک پہونچا دیتے ہیں اسی طرح اعمال شر اپنی تاثیرات سے شر کو دل میں راسخ کر دیتے ہیں۔ان دونوں قسم کے سلسلوں سے اسلام کا یہ دعویٰ بالکل مستحکم اور مضبوط ہو جاتا ہے کہ ہر ظاہری عمل کا اثر قلب پر ضرور پڑتا ہے۔جب یہ بات مسلم ہو گئی تو کہا جاسکتا ہے کہ داڑھی منڈانے کا برا اثر قلب پر ضرور پڑتا ہے۔ پہلی دفعہ کے منڈانے سے قلب پر دھبہ سا پڑ گیا' دوسری مرتبہ میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو گیا۔ تیسری مرتبہ میں دوسرا نقطہ پڑ گیا۔ علی ہذا القیاس' جوں جوں منڈائے جائے گا یہ ظلماتی نقطہ ترقی کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قلب بالکل توے کے مانند سیاہ ہو جائے گا۔اور دن بدن گناہ کے دواعی اور قوی ہوتے جائیں گے اور اصرار کی وجہ سے توبہ کی توفیق سلب کر لی جائے گی اسی وجہ سے جن لوگوں کو داڑھی منڈانے کی بری عادت پڑ گئی ہے عموماً چھوڑنے کی توفیق نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلائے عالمگیر سے بچائے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مسئلۃ ریش
اور نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کے بعد ہم آپؐ کے عملی نمونہ اور اسوۂ حسنہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں جس اسوۂ حسنہ کی پیروی کے لئے ان پر زور الفاظ میں خدا نے فرمایا۔

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرِ۔)	مقرر تمہارے لئے جن کو قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہونے کی امید ہے۔رسول اللہؐ کے عمل میں اچھا نمونہ ہے۔

ہماری ترقی اور تمدن آپ کے اسوۂ حسنہ میں مضمر ہے اگر ہم آپ کے اس اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے تو آج ہم یہ برے دن نہ دیکھتے۔جو مسئلہ زیر بحث ہے اس کو آپ نے محض اپنی زبان فیض ترجمان کے فرمان ہی سے اکتفا نہیں کیا بلکہ خود عملی جامہ پہنا کے مخلوق کے سامنے عمدہ نمونہ پیش کر دیا تا کہ اغیار واعداء کو اس کے کہنے کی ذراسی بھی گنجائش نہ رہے کہ حضور ﷺ نے دوسروں کو فرمایا اور خود نہیں کیا اس خیال و عقیدہ کی کلیۃً استیصال کرنے کے لئے آپ نے اپنی ریش مقدس کو ہمیشہ بڑھائے رکھا۔

اس کے متعلق بہت سی حدیثیں ہیں جن کا احاطہ اس عاجز سے نہیں ہو سکتا لیکن چند روایات نمونہ کے طور پر ہدیۂ ناظرین کرتا ہو۔(وباللہ التوفیق)

ہند ابی ہالہ آپ کے حلیہ مبارک میں فرماتے ہیں۔

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَلَأ لَئُو وَجْهُهٗ تَلَألُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ وَكَثّ	رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور آپ کشادہ پیشانی والے تھے۔ اور آپ کی

اللِّحيَةِ-) داڑھی بہت گھنی تھی-

(رواة الترمذی)

اور حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں-

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَخمَ الْهَامَةِ عَظِيمَ اللِّحيَةِ) حضور ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور ریش مقدس بڑی تھی-

(شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں-

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ قِوَامًا وَاَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَطْيَبَ النَّاسِ رِيحًا وَاَلْيَنَ النَّاسِ كَفًّا وكَانَتْ لَهُ جُمَّةٌ اِلٰى شَحمَةِ اُذُنَيْهِ وكَانَتْ لِحيَتُهُ قَدْ مَلاءَتْ مِنْ هٰهُنَا وَاَمَرَّيَدَيْهِ عَلٰى عَارِضَيْهِ-) حضور ﷺ تمام لوگوں سے سیدھے تھے اور تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور آپ کی خوشبو تمام خوشبوؤں سے اچھی اور آپ کی ہتھیلی ریشم سے زیادہ نرم تھی اور آپ کے سر مبارک کے بال دونوں کانوں کی لو تک تھے- اور آپ کی ریش مقدس گھنی تھی- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر بتلایا کہ یہاں سے یہاں تک تھی-

(ابن عساکر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْعَجَ اَبْخَلَ اَشْكَلَ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ اَبْلَجَ اَزَجَّ اَقْنٰى مُدَوَّرَ الْوَجْهِ كَاَنَّهُ قُطْعَةَ قَمرٍكَثُّ اللِّحيَةِ تَملاءُ مَدْرَهُ- رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا- آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی- بڑی بڑی آنکھیں- آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے- آپ کی مژگاں دراز تھیں- دونوں ابرو کے درمیان قدرے کشادگی تھی- ابرو خمدار تھی- بینی بلند تھی- وندان مبارک میں کچھ ریخیں

(شم الطیب)

تھیں یعنی بالکل تلے اوپر چڑھے ہوئے نہ تھے- چہرہ مبارک قدرے گول تھا- جیسا کہ چاند کا ٹکڑا- ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی-

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں-

(اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَہٗ-)

آنحضرت ﷺ وضو میں اپنی داڑھی مبارک میں خلال کیا کرتے تھے-

(ترمذی)

اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ داڑھی موجود ہو اور دراز ہو- حضرت ابو معمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں-

(قُلْنَا لِخَبَّابٍ اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَءُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ)

(بخاری)

ہم نے حضرت خباب سے دریافت کیا کہ حضور اکرم ﷺ ظہرو عصر میں کچھ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ ہاں' تو ہم نے دوبارہ سوال کیا کہ تم کو کس طرح معلوم ہوتا تھا کہ حضور کچھ پڑھتے ہیں تو جواب میں خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے ہم معلوم کر لیا کرتے تھے کہ حضور کچھ پڑھتے ہیں-

اور یہ اضطراب اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب داڑھی دراز ہو- اور صاحب روض التطیف حضورؐ کے حلیہ مبارک میں فرماتے ہیں-

صَلْتُ الْجَبِیْنِ اَزَجُّ الْحَاجِبِیْنِ کَحِیْلِ الْعَیْنِ مِنْ حُسْنِہٖ لَایَشْبَعُ النَّظَرْ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرگیں آنکھیں کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

اَسِیْلُ خَدِّ مَلِیْحُ الثَّغْرِ بِاسْمِہٖ مُفْلِجِ اَبْیَضُ الْاِنْسَانِ مَالدُّرَرْ

سبک رخسار خوشنما اور خنداں دنداں تھے- دانتوں کے درمیان ریخیں تھیں اور دانت اس قدر روشن تھے کہ ان کے سامنے موتی کی کیا حقیقت تھی-

اَقْنٰی اَشَمُّ طَوِیْلُ الْجِیْدِ مُشْرِقَةٌ مِثْلُ اللُّجَیْنِ الْمُصَفّٰی مَابِہٖ عَکَرٌ

بلند بینی باریک دراز گردن اور روشن گردن اس چاندی کے مثل صاف کی ہوئی تھی جس میں میل نہ ہو-

ذُوْلِحْیَةٍ کَثَّةٍ زَانَتْ بِہٖ مَحَاسِنُہٗ کَمَا یُزِیْنُ عُیُوْنُ الْغَادَةِ الْحُوْرُ

گنجان داڑھی والے تھے جس نے حسن اور زینت دیدی- جیسا کہ نازک اندام عورت کی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی تیزی اور رونق دیتی ہے-

پس ان روایات و شواہد سے یہ بات روزروشن کی طرح واضح ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ بڑی داڑھی رکھی اور کبھی اس کے خلاف نہ کیا- اب اگر کوئی شخص رسول ﷺ کے اقوال و افعال کو پس پشت ڈال کر داڑھی منڈائے تو کیا وہ آپ کے ماننے والوں میں داخل ہو سکتا ہے اس لئے کہ اگر محبت والفت ہوتی تو آپ کے اس اسوۂ حسنہ پر ضرور عمل کرتا کیونکہ جس کو جس سے محبت والفت ہوتی ہے اس کے چال چلن کو ضرور اختیار کرتا ہے- حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں-

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ مَا تُخَالِلْ- (مشکوٰۃ)

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوا کرتا ہے پس دیکھنا چاہئے کہ کس سے دوستی کرتا ہے-

تَعْصِی الرَّسُوْلَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّہٗ هٰذَا لَعُمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ

رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور محبت کا دعویدار ہے- خدا کی قسم یہ تو نہایت عجیب و غریب قیاس ہے-

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَہٗ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور اس کی اطاعت کرتا کیوں کہ محب اپنے محبوب کی اطاعت کرنیوالا ہوتا ہے-

اگر انبیاء اولیاء صلحاء سے الفت و محبت ہے تو ان کے چال چلن اختیار کرے گا اور فساق و فجار سے انس و محبت ہے تو ان کے رویہ وروش کو اختیار کرتا ہے- اور وہ انھیں میں سے شمار کیا

جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابو داؤد)

جو شخص کسی قوم کے ساتھ بتکلف مشابہت پیدا کرتا ہے تو وہ انھیں لوگوں میں شمار کیا جائے گا۔

میرے عزیزو' دوستو اور پیارے بھائیو! ؎

داڑھی کو منڈاتے ہوئے غیرت نہیں آتی
اقوال محمدؐ سے حمیت نہیں آتی

دیکھو تو احادیث پیمبرؐ کو اٹھا کر
مذکور ہے کیا اس میں پئے ریش منور
ہر جا یہی تاکید ہے داڑھی رکھو رخ پر
میدان صفاچٹ نہ کرد اس کو منڈا کر
کیوں شرع کے منکر ہوئے کیا جی میں سمائی
کیا ریش منڈانے کی ہے آیت کوئی آئی؟

احکام خدا دین نبی کے بنو عامل
یہ زہد یہ تقویٰ ہو کہ ہو مومنِ کامل
یہ خلق ہو ہر دکھ میں مسلماں کے ہو شامل
گر یہ نہیں منظور' رہو شوق سے جاہل
حشر اس کا ابو جہل کے ساتھ ہو ویگا واللہ
اس دولتِ ایمان کو جو کھوئے گا واللہ

موچھوں کو نہ تم فیشن کر زن کی بناؤ
گر حق کی رضا چاہو تو داڑھی نہ منڈاؤ
اور سر پہ وبال اپنے بالوں کا نہ رکھاؤ
یہ عمر دو روزہ ہے رہ راست پہ آؤ!
مل جاؤ گے جب خاک میں زینت نہ رہیگی
یہ پٹیاں یہ مانگ یہ صورت نہ رہے گی

ملنا ہے ہمیں خاک میں کیوں سر کو ابھاریں
اس جوش نفسانی کو جس طرح ہو ماریں
اور شرع کے چلنے پہ کبھی دل کو نہ ہاریں
اسلام کے احکام سے اخلاق سنواریں
گیسوئے رخ یار میں الجھا نہ یہ دل ہو
تا روز قیامت نہ محمدؐ سے خجل ہو

مانا کہ بری لگتی ہے ہر پند و نصیحت مجبور مگر کرتی ہے احمدؐ کی شریعت
تا آئے رہ راست پہ محبوب کی امت حاصل ہو خدایا ہمیں ایمان کی دولت

ہر مسلم ہندی کا شعار عربی ہو!
وہ شان نمایاں ہو کہ مسرور نبی ہو

گذشتہ سے پیوستہ:

لے انگریزی فیشن کے مطابق بال رکھا کر اور مانگ ٹیڑھی ترچھی نکال کر اپنا اور اوروں کا دل عشق میں مبتلا نہ کرو- یہ گناہ کا کام ہے-(شفاف رقم)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اس جگہ ایک اشکال ہوتا ہے کہ ما سبق کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ اپنی ریش مقدس کو رکھا اور کبھی ترشوایا نہیں اور ترمذی شریف کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ترشوایا بھی کرتے تھے۔

چنانچہ عمرو بن شعیبؒ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔

(اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْخُذُ مِنْ لِحْیَتِهٖ مِنْ طُوْلِهَاوَعَرْضِهَا-) (ترمذی)	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کو طولاً و عرضاً چھٹایا کرتے تھے۔

اسی وجہ سے حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ داڑھی ایک مشت سے زیادہ ہو جائے تو اس کا کٹانا واجب ہے صاحب نہایہ فرماتے ہیں۔

(اَللِّحْیَةُ عِنْدَنَا طُوْلُهَا بِقَدْرِ الْقُبْضَةِ وَمَا زَادَ عَلٰی ذٰلِكَ یَجِبُ قَطْعُه-)	داڑھی کی درازی ہمارے نزدیک ایک مشت کے برابر ہے اور جب اس سے زیادہ ہو جائے تو کٹانا واجب ہو جاتا ہے۔
(هٰکَذَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَاْخُذُ مِنَ اللِّحْیَةِ طُوْلَهَا وَ عَرْضَهَا-)	اس طرح حضورؐ سے بھی منقول ہے کہ آپ داڑھی کو طول و عرض میں لے لیا کرتے تھے۔

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

(وَالْقَصرُ سُنَّةٌ فِیْهَا وَهُوَ اَنْ یَّقْبِضُ الرَّجُلُ لِحْیَتَهٗ فَاِنْ زَادَ مِنْهَا عَلٰی قَبْضِةٍ قَطَعَهٗ کَذَ اذْکُرَ فِیْ کِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ)	داڑھی کا کترانا مسنون ہے اور اس کی حد یہ ہے کہ مرد اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑے اگر ایک مشت سے زائد ہو تو ترشوائے امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ سے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

بہر کیف یہ روایتیں پہلی روایات کے جن میں "اعفوا اللحی یا اوفرو اور لا یاخذن احدکم من طول لحیته" ہے معارض ہیں کیونکہ ان کا تو اقتضاء یہ ہے کہ مطلقاً داڑھی کا

چھوڑنا واجب ہے اور ایک بال بھی نہ کٹایا جائے- اور قبضہ وغیرہ کی کوئی قید نہیں- اور اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ایک مشت سے زیادہ ہو جائے تو کٹانا واجب ہو جاتا ہے- تو اس کا ازال یہ ہے کہ کسی حدیث سے مسئلہ کا استنباط و استخراج اس حدیث کی صحت یا ضعف پر ہوتا ہے اگر حدیث صحیح ہے تو جو مسئلہ اس سے نکالا گیا ہے وہ بھی صحیح ہے اور اگر حدیث ضعیف ہے تو جو مسئلہ اس سے استنباط کیا گیا ہے وہ درست نہیں اور حدیث کی صحت اور ضعف کا دارومدار اس کے راویوں پر ہے- اب اس حدیث کے راویوں پر غور کیجئے- اس کی اصل سند یوں ہے-

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ	پہلے راوی ہناد ہیں دوسرے عمر بن ہارون'
اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ	تیسرے اسامہ ابن زید' چوتھے عمرو بن
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى	شعیب پانچویں شعیب' چھٹے عبداللہ ابن
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ	عمرو ابن العاص یہ روایت کرتے ہیں کہ
لِحْيَتِهٖ مِنْ طُوْلِهَا وَ عَرْضِهَا	حضور اکرم ﷺ اپنی داڑھی کو طولاً و
هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ (ترمذی)	عرضاً لیا کرتے تھے-

اس حدیث کے دو راویوں پر جرح کی گئی ہے- ایک عمرو بن شعیب دوسرے عمر بن ہارون- عمرو بن شعیب اپنے دادا کے صحیفہ سے روایت کرتے ہیں اور دادا سے سماع و اجازت ثابت نہیں اور جمہور کے نزدیک یہ قاعدہ ہے کہ جادو اگر مقرون بالا جازۃ ہو تو وہ روایت درست ہے اور اگر اجازت و سماعت ثابت نہیں تو ایسی روایت سے استدلال کرنا جائز نہیں-

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں-

وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ عَمْرِوْ	جن لوگوں نے عمرو بن شعیب کی حدیث
بْنَ شُعَيْبٍ اِنَّمَا ضَعَّفَهٗ لِاَنَّهٗ	میں کلام کیا ہے وہ در حقیقت ان کی
يُحَدِّثُ مِنْ صَحِيْفَةِ جَدِّهٖ	تصنیف کرتے ہیں اس لئے کہ عمرو بن
كَاَنَّهُمْ رَاَوْا اَنَّهٗ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا	شعیب اپنے دادا کے صحیفہ سے روایت
الْاَحَادِيْثَ مِنْ جَدِّهٖ قَالَ عَلِيٌّ	کرتے ہیں اور دادا سے سماع ثابت نہیں
ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ مَدِيْنِيْ وَذَكَرَ عَنْ	ہے اور علی بن عبداللہ مدینی نے یحیٰی بن
يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ حَدِيْثُ	سعید سے ذکر کیا ہے کہ یحیٰی کہتے ہیں کہ

عَمرِو بنِ شُعَیبٍ عِندَنَا وَاہٍ۔ (ترمذی)

عمرو بن شعیب کی حدیث میرے نزدیک ضعیف ہے۔

اور عمر بن ہارون بن یزید الثقفی کو محدثین نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ تقریب التہذیب میں ذکر فرماتے ہیں کہ

(عُمَرُ بنُ هَارُونَ بنِ يَزِيدَ الثَّقَفِي مَولَاهُمُ البَلْخِي مَترُوكٌ وَكَانَ حَافِظًا۔) (التقریب التہذیب)

عمر بن ہارون بن یزید الثقفی متروک ہیں اور یہ حافظ ہیں۔

اور شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد ذہبی میزان الاعتدال فی نقد الرجال ص۲۴۵ میں فرماتے ہیں۔

(قَالَ ابنُ مَهدِي وَاَحمَدُ وَالنَّسَائِي اَنَّهُ مَترُوكُ الحَدِيثِ وَقَالَ يَحيٰى كَذَّابٌ خَبِيثٌ وَقَالَ اَبُوداؤُدَ غَيرُ ثِقَةٍ وَقَالَ الدَّارَ قُطنِي ضَعِيفٌ جِدًّا وَقَالَ ابنُ المَدِينِي ضَعِيفٌ جِدًّا وَقَالَ صَالِحُ حَزَرَهُ كَذَّابٌ وَقَالَ الذَّكَرِيَّا السَّاجِي فِيهِ ضُعفٌ وَقَالَ اَبُو عَلِي نِيسَابُورِي مَترُوكٌ وَفِي الخُلَاصَتِهِ ضَعَّفَ الدَّارُ قُطنِي فِي الفَتحِ قَد ضَعَّفَ عُمَرَ بنَ هَارُونَ مُطلَقًا جَمَاعَةٌ۔)

ابن مہدی احمد اور نسائی کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون متروک الحدیث ہیں اور یحییٰ کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون خبیث اور بڑا جھوٹا ہے اور ابو داؤد کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون ثقہ نہیں اور دار قطنی اور علی بن عبد اللہ المدینی نے ان کی تضعیف کی ہے اور ابو علی کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون متروک الحدیث ہیں۔ اور حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون کی ایک جماعت نے مطلقا تضعیف کی ہے۔

بہر کیف اخذ والی روایت کے ضعف پر گویا تمام محدثین کا اجماع ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس سے ریش تراشی پر استدلال کرنا صحیح نہیں اور فقہائے کرام کا یہ استنباط کہ اگر ایک مشت سے زائد ہو جائے تو چھٹا دینی چاہیے درست نہیں۔ کیونکہ جب اصل و بنیادی کمزور ہے تو اس پر

چھت کیسے قائم ہو سکتی ہے یہ خود منہدم ہو جائے گی؟ ؎

خشت اول چوں نہد. معمار کج
تاثر یا می رود دیوار...... کج

ایک شبہ اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ ریش کا تراشنا جائز اور فقہا کا استخراج صحیح ہے کیونکہ اس حدیث سے خود راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مشت سے زائد کا قطع کرانا ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ (بخاری)	حضرت عبداللہ ابن عمر حج یا عمرے میں اپنی داڑھی کو جب ایک مشت سے زائد ہوتی تر شوالیا کرتے تھے۔

چونکہ خود راوی کا عمل اس حدیث کے مدلول کلی کے خلاف ثابت ہے۔اس لئے بقدر قبضہ متعارض فیہ مدلول میں اس روایت کو نسخ پر حمل کیا جائے گا اور یہ کہیں گے کہ اگر ایک مشت سے زیادہ ہو تو تراش لینا چاہئے اور اعفاء سے مراد نفی قطع کل یا اکثر ہے۔ یہ وہ شبہ یا استدلال ہے کہ شائقین ریش تراش حضرات بڑے دعوے سے پیش کرتے ہیں اور اس کو لے کے اچھل اچھل کر کہتے کہ حضرت! بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے کہ داڑھی تراشنا چاہئے۔ اس مجہول استدلال کے متعلق ہمیں کسی جوابی تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا بہترین حل حضرات محدثین شکر اللہ سعیہم نے خود ہی کر دیا ہے۔صاحب توضیح فرماتے ہیں۔

﴿فَاِنْ قُلْتَ اِذَا كَانَ الْاَعْفَاءُ مَاْمُوْراً بِهٖ فَلِمَ اَخَذَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ رَاوِی الْحَدِيْثِ قُلْتُ لَعَلَّهٗ خَصَّصَ بِالْحَجِّ وَالنَّهْیُ كَفِعْلِ الْاَعْجَمِ۔﴾ (غایتہ التوضیح)	اگر آپ اعتراض کریں کہ جب داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کیوں چھٹائی حالانکہ حدیث اعفاء کے خود راوی ہیں تو اس کا جواب یہ دیں گے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس کو حج میں مخصوص کر لیا ہے۔ کٹانے کی

ممانعت حج کے سوا اور اوقات میں ہے۔
جیسے عجمی لوگ ہر وقت قطع کراتے ہیں۔

اس جواب کی تشریح حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں کرتے ہیں کہ

﴿قَالَ الْكَرْمَانِي لَعَلَّ ابْنُ عُمَرَ اَرَادَا لْجَمْعَ بَيْنَ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ فِي النُّسُكِ فَحَلَقَ رَاسَهُ كُلَّهُ وَقَصَّرَ مِنْ لِحْيَتِهِ لِيَدْخُلَ فِيْ عُمُوْمِ قَوْلِهِ تَعَالٰى مُحَلِّقِيْنَ رُؤُسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ وَخَصَّ ذَالِكَ مِنْ عُمُوْمِ قَوْلِهِ وَفِّرُوا اللُّحٰى فَحَمَلَهُ عَلٰى غَيْرِ حَالَةِ النُّسُكِ﴾

کرمانی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے حج میں حلق و قصر کو جمع کرنا چاہا اس لئے تمام سر کو منڈا دیا اور ریش کے بھی کچھ بال ترشوائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس قول "محلقین رؤسکم و مقصرین" میں داخل ہو جائیں۔ اور اعفاء کے عموم کو اس خاص وقت میں مخصوص کر لیا ہے اور "وفروا" کو حج سے علاوہ کے دیگر اوقات پر محمول کیا ہے۔

(فتح الباری ص ۴۹۷ جز ۲۴)

اور حدیث میں حلق کرانے والوں کو تین دفعہ دعا کی ہے اور قصر کرنے والوں کو ایک مرتبہ۔ چونکہ حلق و قصر کی فضیلت قرآن و حدیث میں زیادہ آتی ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر دونوں فضیلتوں کو جمع کرنا چاہتے تھے تو اس کی صورت محض یہ نکل سکتی ہے کہ تمام سر کو منڈا لیا جائے اور داڑھی کے بھی کچھ بال تراش لئے جائیں۔ تاکہ دونوں کی فضیلتیں جمع ہو جائیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر نے محض اس لئے حج میں اپنی ریش مبارک کے کچھ بال تراش لئے۔ اور اس کے علاوہ اور کہیں منقول نہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے داڑھی چھٹائی ہو اس لئے کہ "اذاحج اوا عتمر" کی قید سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ اگر تمام اوقات میں ترشواتے تو اذا حج ادا عتمر کی قید بیکار ہو جاتی ہے اور اس قید کو محدثین نے معتبر مانا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

(مِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ الْاَخْذَ اِلاَّ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ۔) (نووی)

بعض لوگوں نے تراشنے کو مکروہ تحریمی کہا ہے مگر حج اور عمرہ میں جائز ہے۔

اور علامہ طبری فرماتے ہیں۔

(ذَھَبَ قَوْمٌ اِلٰی ظَاھِرِ الْحَدِیْثِ فَکَرِ ھُوا تَنَاوُلَ شَیْئٍ مِّنَ اللِّحْیَةِ مِنْ طُوْلِھَا وَعَرْضِھَا-) (فتح الباری)

ایک جماعت اس ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے اور داڑھی کو طولاً و عرضاً تراشنے کو مطلقاً مکروہ تحریمی کہتی ہے-

یا یہ کہا جائے کہ داڑھی کا تراشنا اس وقت جائز ہے جب کہ حد اعتدال سے بڑھ کر ناف تک لٹک جائے کیونکہ اس صورت میں چہرہ کی رونق جاتی رہے گی تو حضرت عبداللہ بن عمر نے امر بالاعفاء کو اس صورت پر حمل کیا ہے کہ جب تک حد غیر مفرط اور غیر مشوہ خلقت نہ ہو اور جب افراط اور مشورہ خلقت کی حد تک غیر مفرط اور غیر مشوہ خلقت نہ ہو اور جب افراط اور مشورہ خلقت کی حد تک پہونچ گئی تو اس صورت میں ترشوانا جائز ہوگا- اور یہی مطلب حافظ ابن حجرؒ بھی بیان کرتے ہیں-

(قُلْتُ اَلَّذِیْ یَظْھَرُاَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ لَا یَخُصُّ ھٰذَا التَّخْصِیْصَ بَلْ کَانَ یَحْمَلُ الْاَمْرَ بِالْاِ عْفَاءِ عَلٰی غَیْرِ حَالَةِ الَّتِیْ تَتَشَرَّہٗ فِیْھَا الصُّوْرَةِ بِاِفْرَاطِ طُوْلِ شَعْرِ اللِّحْیَةِ-)) (فتح الباری)

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عمر نے اس کو نسک کے ساتھ مخصوص نہیں کیا ہے- بلکہ امر بالاعفاء اس حالت پر حمل کیا ہے جب کہ داڑھی حد شذال سے بڑھ کے صورت قبیح نہ معلوم ہوتی ہو- اور جب بڑھ کے صورت بری معلوم ہونے لگے تو اس وقت اتنا تراش لینا چاہئے کہ جس سے صورت اچھی معلوم ہو-

بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر کے اخذ والی روایت سے مطلقاً یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ داڑھی کا ترشوانا جائز ہے اور نہ اس حدیث کو اعفاء والی روایت کے لئے ناسخ قرار دے سکتے ہیں- زیادہ سے زیادہ مخصص کہہ سکتے ہیں اور خاص اور ناسخ میں بہت بڑا فرق ہے جس کی تفصیل کتب اصول فقہ میں مذکور ہے لہذا خاص صورت (نسک یا مشوہ خلقت) میں جائز ہے اور اس کے علاوہ جائز نہیں- (فتفکر و تأمل فانه دقیق ولا تکن من الغافلین)

یا یہ کہا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے اخذ و ترک والی روایت میں تعارض ہے- اخذ والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ترشوانا مباح ہے اور اعفاء والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹانا بالکل حرام ہے- تو اب حرمت و اباحت میں تعارض واقع ہوگیا اور مبیح اور محرم کے

تعارض کے بارے میں محدثین کا یہ فیصلہ ہے کہ محرم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جس کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ ریش کا حلق وقصر دونوں حرام ہیں۔

اس لیے قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

(یَکْرَہُ حَلْقُھَا وَقَصُّھَا وَ تَحْرِیْفُھَا۔) (نووی شرح مسلم)

داڑھی کا منڈانا، ترشوانا اور چڑھانا مکروہ تحریمی ہے۔

اور علامہ عراقی فرماتے ہیں۔

(وَاسْتَدَلَّ بِہٖ الْجُمْھُوْرُ عَلٰی اَنَّ الْاَوْلٰی تَرْکُ اللِّحْیَتِہ عَلٰی حَالِھَا وَاَنْ لاَّ یُقْطَعَ مِنْھَا شَیْءٌ وَھُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیْ وَاَصْحَابِہٖ وَقَالَ الْقُرْطَبِیْ لاَ یَجُوْزُ حَلْقُھَا وَلاَ نَتْفُھَا وَقَالَ یَحْیٰی النَّوَوِیْ تَتْرُکُ اللِّحْیَتُہ عَلٰی حَالِھَا وَاَنْ لاَّ یُتَعَرَّضَ بِھَا بِتَقْصِیْرِ شَیْءٍ اَصْلاً۔) (نھایہ)

جمہور نے "اعفوا اللحی" سے استدلال کیا ہے کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں سے ایک بال بھی نہ تراشا جائے اور یہی امام شافعی اور آپ کے اصحاب بھی فرماتے ہیں اور قرطبی کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانا اور اکھیڑنا مطلقاً ناجائز ہے اور علامہ نووی فرماتے ہیں کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور اس سے بالکل نہ تعرض کیا جائے اور ایک بال بھی نہ ترشوایا جائے۔

الغرض حضرت عبداللہ بن عمر کی اس حدیث سے ریش تراشی سے مطلقاً استدلال نہیں کیا جا سکتا لہذا منڈانا چھٹانا دونوں ناجائز ہیں اس لئے کہ حضور رسالت مآب ﷺ کے اس فرمان کا محض یہی منشا ہے کہ کفار کے ساتھ مشابہت نہ کی جائے۔ اور منڈانے ترشوانے میں مشابہت لازم آتی ہے کیونکہ بعض کافر منڈاتے اور بعض محض ترشواتے ہیں۔ اب ترشوانے کی اجازت دی جائے تو آنحضرت ﷺ کے منشاء کے یقیناً خلاف ہو گا جو کسی طرح درست نہیں۔ ہاں حالت اضطرار (حد مفرط) میں ضرورتاً اجازت دی جائیگی۔ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی اور داڑھی کا بڑھانا نہایت ضروری ہے اور منڈانا کٹانا، خشخشی کرانا حرام ہے۔

مسئلہ ریش

اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ کی ان کھلی تصریحات کے بعد ہم اس امت کے برگزیدہ حضرات یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وافعال کو پیش کرنا چاہتے ہیں جن کے متعلق حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

(اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔) (رزین. مشکوٰۃ)

میرے صحابہ چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہیں۔ جن کے رویہ پر چلو گے ہدایت پاؤ گے۔

اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔ (ابن ماجه)

میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور خوب مستحکم تھامو۔

ان خیرا القرون کے دور میں سب سے زیادہ مقدس ہستی حضرات خلفائے راشدین کی ہستی ہے اور ان سب میں بزرگ ترین، ہستی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ آپ نے بھی اپنی ریش مقدس کو ہمیشہ رکھا اور کبھی نہ ترشوایا اور نہ منڈایا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

(اِنَّ اَبَا بَکْرٍ یَخْضَبُ بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ۔) (ابن عساکر)

حضرت ابو بکر اپنی داڑھی کو مہندی اور وسمہ سے خضاب کرتے تھے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ فِيْ أَصْحَابِهٖ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِيْ بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتْمِ۔)

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منور تشریف لائے۔ تو سوائے حضرت ابو بکر صدیق کے کسی صحابی کی داڑھی کھچڑی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد آپ مہندی اور وسمہ سے خضاب کرتے تھے۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق داڑھی ضرور رکھتے تھے اس لئے کہ حال بغیر محل کے پایا جانا غیر ممکن ہے۔ حضرت عمر فاروق نے اس انسداد ریش تراشی میں بہت حصہ لیا اور نہایت قوت وشدت سے کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ سے اسلامی خصائل وخصائص کی پوری حفاظت فرمائی چنانچہ محض داڑھی کے بال چننے والوں کی شہادت کو مردود وملعون گردانا۔

امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

(رَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى قَاضِيُ الْمَدِيْنَةِ شَهَادَةَ مَنْ كَانَ يَنْتِفُ لِحْيَتَهٗ۔)

(احیاء)

حضرت عمر اور ابن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ نے داڑھی کے بال چننے والے کی گواہی رد فرمائی۔

اور حضرت عمر ثانی یعنی حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ایسے شخص کی شہادت کو قبول نہیں کیا۔ شیخ ابو طالب مکی رحمتہ اللہ علیہ قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔

(شَهِدَ رَجُلٌ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَكَانَ يَنْتِفُ لِحْيَتَهٗ فَرَدَّ شَهَادَتَهٗ)

(قوت القلوب)

ایک شخص نے حضرت امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے یہاں کسی مقدمہ میں شہادت دی اور وہ شخص اپنی داڑھی کا ایک خفیف حصہ جس کو کاٹھی کہتے ہیں چنا کرتا تھا اسی وجہ سے آپ نے اس کی

شہادت قبول نہ فرمائی۔

ان دونوں حضرات کے فیصلہ سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ داڑھی منڈانے والے اور ترشوانے والے حضرات کی شہادت بدرجہ اولیٰ نہیں قبول کی جائے گی۔ حضرت عثمان ذی النورین نے بھی اس سنت مستمرہ کو کبھی نہیں چھوڑا۔ اسی وجہ سے آپ کی ریش مقدس بہت زیادہ تھی۔ آپ کے حلیہ میں مذکور ہے کہ

(اِنَّ عُثْمَانَ كَانَ رَجُلاً رَبْعَةً حَسَنَ الْوَجْهِ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ عَظِيْمِ الْكَرَادِيْسِ۔) (ابن عساکر)

حضرت عثمان میانہ قد کے آدمی تھے آپ کا چہرہ مبارک بہت خوبصورت تھا۔ ریش مبارک بہت زیادہ تھی۔ اور جوڑ کی ہڈیاں عظیم (کلاں) تھیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حال میں مذکور ہے۔

وَكَانَ عَلِيٌّ شَيْخًا رَبْعَةً عَظِيْمَ اللِّحْيَةِ جِدًّا قَدْ مَلَاَتْ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ بَيْضَاءَ كُلُّهَا۔ (تاریخ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ میانہ قد کے شیخ تھے اور آپ کی داڑھی مبارک بہت زیادہ تھی کہ دونوں مونڈھوں کے درمیان بھری تھی اور کل سفید تھی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین نہایت اہتمام سے داڑھی رکھتے تھے۔ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے بھی اس سنت کو کبھی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ امام طحاویؒ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں۔

(قَدْ رُوِیَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَقِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ اَبِیْ خَالِدٍ

ایک جماعت سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک اور واثلہ یہ دونوں جلیل القدر صحابی ہیں۔ اپنی موچھوں کو کٹاتے تھے اور داڑھیوں کو بڑھاتے تھے۔

قَالَ رَأَيْتُ اَنَسَ بْنِ مَالِكٍ
وَاثِلَةَ بْنِ اَسْقَعَ يُحْفِيَانِ
شَوَارِبَهُمَا وَيُعْفِيَانِ لُحَاهُمَا-)

اور اسی طرح اور صحابہ سے بھی منقول ہے۔ چنانچہ اسی کتاب میں اس حدیث کے بعد مرقوم ہے کہ عبیداللہ بن رافع مدنی کہتے ہیں کہ

(قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِیْ وَاَبَا سَعِيْدِ السَّاعِدِیْ وَرَافِعَ ابْنِ خَدِيْجِ وَجَابِرَبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَسَ بْنِ مَالِكٍ وَسَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ-)	میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ابوہریرہ اور ابوسعید الخذری اور ابوسعید الساعدی و رافع ابن خدیج و جابر بن عبداللہ و انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوعؓ داڑھیاں بڑھاتے تھے اور موچھیں گھٹواتے تھے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق کے والد ماجد ابوقحافہ فتح مکہ کے دن جب مشرف باسلام ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ان کی داڑھی کے سفید بالوں میں خضاب لگادو۔ تاکہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ

قَالَ اُتِیَ بِاَبِیْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ (مسلم)	فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو بلایا گیا۔ اور ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید گھاس کی طرح تھے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے داڑھی میں خضاب لگادو لیکن سیاہ خضاب سے بچتے رہو۔

حضرت امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا ﷺ کا گذر انصار کے چند بوڑھوں کی طرف ہوا جن کی داڑھیاں سفید تھیں تو آپ نے فرمایا کہ

(يَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ حَمِّرُوْا	اے انصار کے گروہ! اپنی داڑھیوں میں

اَوْصَفِّرُوْا وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ-) سرخ یا زرد خضاب لگایا کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کیا کرو۔

(جمع الوسائل للقاری)

اس سے معلوم ہوا کہ انصار کے بوڑھے اور نوجوان سب داڑھیاں رکھتے تھے اور اسی طرح سارے مہاجرین بھی داڑھیاں رکھتے تھے۔ امام حجتہ الاسلام ابو حامد غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ۔

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَقْسِمُوْنَ وَالَّذِىْ زَيَّنَ بَنِىْ اٰدَمَ بِاللُّحٰى وَفِىْ وَصْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ كَثَّ اللِّحْيَةِ وَكَذَالِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ عُثْمَانُ طَوِيْلَ اللِّحْيَةِ دَقِيْقَهَا وَكَانَ عَلِيٌّ عَرِيْضَ اللِّحْيَةِ قَدْ مَلَأَتْ مَابَيْنَ مَنْكَبَيْهِ قَالَ اَصْحَابُ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ وَدِدْنَا اَنَّا اشْتَرَيْنَا لِلْاَحْنَفِ لِحْيَةً بِعِشْرِيْنَ اَلْفًا فَلَمْ يَذْكُرْ اَحْنَفُ فِىْ رِجْلِهٖ وَلَا عَوْرِهٖ فِىْ عَيْنِهٖ وَذَكَرَ كَرَاهِيَةَ عَدَمِ لِحْيَةٍ وَكَانَ عَاقِلًا حَلِيْمًا. وَقَالَ الشُّرَيْحُ وَدِدْتُهٗ لَوْ اَنَّ لِىْ لِحْيَةً بِعَشْرَةِ الْاٰفٍ فَفِى اللِّحْيَةِ مِنْ بَقَايَا الْهَوٰى وَرَقَايِقِ اٰفَاتِ النُّبُوْسِ وَمِنَ

اللہ تعالیٰ کے چند فرشتے ایسے ہیں کہ جب قسم کھاتے ہیں تو اپنی قسموں میں کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے اولاد آدم کو داڑھیوں سے زینت عطا فرمائی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں مذکور ہے کہ آپ کی ریش مبارک بہت گھنی تھی۔ اور ایسی ہی حضرت ابو بکر صدیق کی تھی۔ اور حضرت عثمان غنی کی داڑھی دراز اور باریک تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی چوڑی تھی سارے سینہ مبارک کو بھری ہوئی تھی۔ حضرت احنف بن قیس جو اکابر تابعین میں ہیں اور ولادت حضور کے زمانہ میں ہی ہوئی تھی بڑے عاقل و بردبار تھے آپ کے پاؤں میں کجی تھی اور ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ آپ کے خلقتہً داڑھی نہیں نکلی تھی۔ آپ کے شاگرد نہ اس پاؤں کی کجی پر

اَلْبِدَعِ الْمُحْدَثَةِ اِثْنَا عَشَرَةَ خَصْلَةٍ مِنْ ذٰلِكَ ذُكِرَ مِنَ جَمَاعَةٍ اَنَّ هٰذَا مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ انتھیٰ

(احیاء العلوم)

افسوس کرتے ہیں نہ یک چشمی پر۔ بلکہ داڑھی کے نہ ہونے پر کراہیت ذکر کرتے تھے اور کہتے کاش! اگر بیس ہزار کی بھی داڑھی ملتی تو ہم احنف بن قیس کے لئے داڑھی خرید لاتے۔ قاضی شریح جو کہ اجلہ تابعین اور اکابر مجتہدین میں سے ہیں اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محکمہ عدالت میں قاضی القضاۃ تھے۔ آپ کے بھی خلقۃً داڑھی نہ تھی اور آپ اسی وجہ سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آرزو ہے کہ اگر دس ہزار میں داڑھی ملتی تو میں ضرور خرید لیتا۔ اور داڑھی میں بارہ باتیں ہیں جن کو لوگوں نے خلاف سنت نکالا ہے اور ایجاد کیا ہے۔ مجملہ ان بارہ خصلتوں کے ایک داڑھی کا ترشوانا اور کم کرانا بھی ہے اور داڑھی کا کٹانا مثلہ ہے۔ یعنی صورت بگاڑنی ہے اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ حضور ﷺ اور خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام اور تابعین اور اتباع تابعین داڑھیاں رکھیں۔ منڈانا اور ترشوانا تو درکنار۔ اگر کسی کے خلقۃً داڑھی نہ نکلتی تو اس پر سخت افسوس کرتے' اور اس عیب کو ہر عیب سے بدتر جانتے یہاں تک کہ علماء امت نے داڑھی ترشوانے اور منڈانے کو علامات قیامت سے شمار کیا ہے کہ آخر زمانہ میں قیامت کے قریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو داڑھیاں منڈائیں گے اور ترشوائیں گے۔ چنانچہ علماء

کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانہ والوں نے داڑھیاں منڈانی شروع کر دیں۔ اور اپنی وضع وصورت وسیرت کو کافروں اور مشرکوں کی جیسی صورت بنائی اور اسوہ ہائے رسولؐ وصحابہ کرام کو پس پشت ڈال دیا۔ آہ!

کچھ پاس نہیں شرع کا اُمت کو خدایا — فرمان محمد کو تہ خاک ملایا
فیشن نے عروج آج زمانہ میں وہ پایا — بے خوف مسلمانوں نے داڑھی کو منڈایا
عورت کی نزاکت جو دل و جان سے بھائی
کی اس کی طرح اپنے بھی گالوں کی صفائی

زینت کے لئے ریش کی اللہ نے پیدا — تا مرد سے آثار جلالت ہوں ہویدار
معبود حقیقی ہے خط وخال پہ شیدا — منڈوا کے ملو رُخ پہ نہ پوڈر کا سفیدا
پوچھے کوئی اتنا' یہ کیا جی میں سمائی
ائمہ اطہار نے کب داڑھی منڈائی

اصحاب نے گر ریش منڈائی ہو تو کہہ دو — یوں ہادیوں نے شکل بنائی ہو تو کہہ دو
اخیار نے یہ ریش چھنٹائی ہو تو کہہ دو — کی عالموں نے اس کی صفائی ہو تو کہہ دو
ابدال وقطب وغوث وقلندر ہوئے جتنے
داڑھی کو رکھا سب نے وہ صفدر ہوئے جتنے

پوچھے کوئی کیوں آپ نے یہ ریش صفا کی — پیدا کیا داڑھی کو یہ لغزش تھی خدا کی؟
بے سود یہ نعمت تمہیں کیا حق نے عطا کی — اس نعمت عظمیٰ کی نہ کچھ قدر ذرا کی
سچ پوچھو تو یہ حسن ہے چہرہ کی ضیاء کا!
رحمت کی قسم خاص یہ ہے نور خدا کا!

❋ ❋ ❋

اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف دینی اور شرعی حیثیت سے تھا اب داڑھی مُنڈانے کی مذمت اور مضرت طبی حیثیت سے ظاہر کی جاتی ہے۔ کیونکہ آجکل عوام الناس کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی عالم یا مولوی صاحب فرمائیں کہ یہ نسخہ استعمال کرو اور فلاں فلاں چیزوں سے پرہیز کرو تو اس کو ہرگز نہ مانیں گے۔ گو پرہیز میں ان کے دنیوی واخروی دونوں فائدے ملحوظ

نظر ہوں۔اور اگر کوئی حکیم یا ڈاکٹر صاحب فرمائیں کہ فلاں فلاں اشیاء سے ذرا پرہیز کرنا تو نقش کالحجر کی طرح اڑ جاتے ہیں اور اتنے شدومد سے پرہیز کریں گے کہ "الامان و الحفیظ"، ممکن ہے کہ حکیم صاحب کے قول کا اعتبار کر کے داڑھی منڈانی چھوڑ دیں۔ناظرین غور سے پڑھیں۔

طبّی نقطہ نظر سے داڑھی منڈانے کے مضرات

خداوند کریم نے اعضائے ذوالشعر بیرونی جلد پر بنائے ہیں جن میں سے بعض کی حجامت ضروری ہے اور بعض کی نہیں- سر جس کا منڈانا جائز ہے- موئے زہار کا منڈانا ضروری ہے-اور داڑھی کا بڑھانااور چھوڑنالازمی ہے بغل کے بالوں کے اکھاڑنے یامونڈنے کااختیار ہے-اس کاسبب شرعی طور پر آنحضرت ﷺ کااسوۂ حسنہ اوراحکامات ہیں جن کا بیان اوپر ہو چکاہے لیکن طبّی نقطہ نظر سے بھی یہ چیزیں اسی شکل وصورت میں لازمی ہیں-داڑھی کے قریب اعضائے رئیسہ میں سے دماغ ہےاوراعضائے وظائف ضروریہ میں سے آنکھ اور پھیپھڑے-اب طبّی قاعدہ ہے کہ جس عضو پر خراش پہونچائی جائےاس طرف خون کی کافی مقدار رجوع کرتی ہے جس سے اس کا تغذیہ بڑھ جاتا ہے-جس کا ادنی ثبوت کسی عضو کو رگڑنےاور دباؤڈال کر ہٹانے سے اس میں مزید سرخی کے مشاہدہ سے ہو سکتاہے- ظاہر ہے کہ جب سر کو منڈایاجائے گاتو خون اس کی طرف زائد آئے گا-جواس کی اوراعضائے مجاورہ کی پرورش مزید کاباعث ہو جائے گا-جب موئے زہار کو مونڈاجائے گااور خصیتین کے بالوں کی حجامت کی جائے گی توان کا تغذیہ بڑھے گااور یہ عضو بقائے نوع کے لحاظ سے عضو رئیسہ ہے لیکن جب رخسار کو منڈایاجائے گاتواس کالازمی نتیجہ یہ ہو گاکہ خوداس کا تغذیہ زیادہ ہو گا اوراس کے تغذیہ کی زیادتی کی بناپراصول امالہ ہو گی جوپڑوسی اعضاء کے تغذیہ کی کمی کاباعث ہوگی اور کمی تغذیہ کمی باعث قوت ہے یہی وجہ ہے کہ فی زمانہ بینائی کی کمی کی بہت شکایت ہے اوردماغی قوت پہلے لوگوں کی نسبت کم ہے-یعنی دماغی کام اس وقت کا آدمی اتنی دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا جتنااگلے زمانے کا آدمی رکھ سکتا تھا- نیز چونکہ پٹھوں کے ماتحت زندگی کے دورے ہیں اس لئے موجودہ زمانہ کے دورے حیات کم ہیں-جس کا ثبوت زندگی کی کمی ہے جو مجموعہ ادوار ہے نیز داڑھی کے زیریں حصہ کے متصل پھیپھڑے بھی ہیں جوکمزور ہو جائیں گے جن کی کمزوری کاثبوت مرض نمونیہ کی زیادتی ہے-نیز مرض سل کی زیادتی میں موجودہ

طرز حجامت کو بہت کچھ دخل ہے جس کا ثبوت کسی ایسے فرقہ میں ان امراض کی کمی ہے جو داڑھی منڈانے کی قباحت میں مبتلا نہیں داڑھی اور خصیوں کے درمیان کوئی خصوصی تعلق بھی ہے یعنی اگر کسی شخص کے خصیے پیدائش سے ہی نہ ہوں یا چھوٹے ہوں تو داڑھی نہ آئے گی جس سے معلوم ہوا کہ خصیوں کا طبعی ہونا داڑھی کے لئے سبب پیدائش کے قائم مقام ہے۔ نیز اس پر یہ حالت مزید شاہد ہے کہ اگر بچہ کے خصیے سن بلوغ سے پہلے ہی نکال دئے جائیں تو داڑھی نہ آئے گی۔ یہ تمام شواہد اس بات کا آئینہ ہیں کہ خصیوں اور مقدم ریش کے درمیان کوئی ایسا مخفی تعلق ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔

اب اگر داڑھی کو منڈایا جائے گا تو امالہ ادھر ہوگا جس سے لازمی طور پر خصیے کمزور ہو جائیں گے اور خصیوں کی باہ کی کمزوری پیدا کرے گی۔ اور یہ سبب بھی اس زمانہ میں مجملہ ان اسباب کثیرہ کے جو مضعف باہ ہیں۔ ایک سبب کمزوری کا ہے۔ برخلاف اس کے خصیوں کی حجامت ان کی قوت کا باعث ہوگی جو بالواسطہ رخسار کی تقویت ہوگی۔ جس طرح مردوں میں داڑھی اگنے کا سبب ان کے خصیے ہیں۔ اسی طرح عورتوں میں پستانوں کا بڑھنا خصیے کی صحت پر موقوف ہے۔ اگر عورت کے خصیے مردوں کی طرح طبعی طور پر چھوٹے ہوں یا کسی مرض کی وجہ سے ان کے افرازات داخلیہ خراب ہو جائیں یا بعض حالت کی بنا پر ان کو نکالنا پڑے تو عورتوں کے پستان ظاہر نہ ہوں گے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مردوں میں خصیوں کی طبعی یا غیر طبعی کیفیات ان کو بے ریش و برگ بنا دیتی ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے خصیتہ الرحم کی کیفیات ان کے سینے کو ابھرنے نہیں دیتیں جن سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے خصیتہ الرحم کے فعل کا مظہر اور مردوں کے فعل کا مظہر انسان کے بدن میں ہم مرتبہ ہیں۔ جن کا مزید ثبوت یہ بھی ہے کہ جس طرح داڑھی مردوں میں مرض نمونیہ کی پیدائش کے لئے ڈھال ہے اسی طرح عورتوں کی پستان صنف نازک کو اس مرض موذی سے بچاتے ہیں۔

جو مرد داڑھی کا منڈانا جائز خیال کرتے ہیں یا جرم نہیں سمجھتے یا اس کے رکھنے کو چنداں ضروری خیال نہیں کرتے ان کے نزدیک دوسرے لفظوں میں عورتوں کے پستانوں کا کاٹنا جائز ہوا۔

مندرجہ بالا مضمون کے مطالعہ سے ناظرین کے دل میں ایک سوال خود بخود پیدا ہو

جائے گا کہ کٹانے سے نہ تو خراش ہوتی ہے اور نہ اجتماع۔ لہذا اگر منڈانے کی بجائے کٹائی جائے تو پھر معیوب نہ ہو گی لیکن ہم ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ ان کا خیال بھی درست نہیں۔ شرعاً تو معیوب ہے ہی طباًاس لئے معیوب ہے کہ ہر عضو ایک خاص حد تک بڑھتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہاتھ باقی جسم میں سے لمبے ہوں یا ٹانگیں اونٹوں کی ٹانگوں کے برابر۔ گویا ہر عضو کسی خاص حد تک بڑھ کر قوت نامیہ کے زیر اثر نہیں رہتا۔ اور اس میں مزید بڑھاؤ رک جاتا ہے۔ بال بھی اس قانون کے ماتحت ہیں۔

باقی اعضاء تو بڑھنے کی عمر تک قوت نامیہ کے زیر اثر رہتے ہیں لیکن بال عمر کے ہر حصہ میں انتہائی لمبائی تک پہونچ جاتے ہیں اور پھر مزید بڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ جس طرح ایک مکین گھر کی ضروریات کا علیٰ قدر مراتب لحاظ رکھتا ہے اور اس کو ضرورت کے مطابق جلد یا دیر میں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے' اس کمی کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ کمی کو پورا کرنے کی طرف زائد اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں اور زائد اخراجات ایک مقرر آمدنی میں سے کسی دوسری ضرورت کو کم کرنے کی صورت میں ہی پورے کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے ان کے کٹے ہوئے بالوں کی کمی پوری کرنے کے لئے طبیعت کم و بیش اسباب کے ساتھ متوجہ ہو گی۔ جس سے کسی نہ کسی عضو کے حصہ کی غذا میں کمی کرنی پڑے گی۔ یونانی طب کے لحاظ سے دخانیت خون بال کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے اس لئے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے طبیعت دخان زیادہ پیدا کرے گی جو خود مضر ہے اور خصیوں کو بھی اس میں زیادہ زحمت گوارہ کرنی پڑے گی اور یہ قریب ہی ہوں گے۔ گو اس کا نقصان بہ نسبت منڈانے کے کم ہو گا لیکن خالی از مضرت نہیں۔ اور کٹانے کی صورت میں کلے کالے کالے دکھائی دینے سے خالی نہیں ہے تو پھر کیوں ان دونوں نقصانوں کو برداشت کیا جائے ایک شرعی دوسرا بدنی۔ یہ ممکن نہیں کہ صحیح علم طب کبھی بھی شریعت کے منافی ہو۔ یہ ہی سبب ہے کہ پیغمبران عظام علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ کرام و فقہاء و صلحاء و اولیاء ذوالاحترام میں سے ایک بھی ایسا نہیں گذرا جس کے چہرہ کی ریش زینت نہ ہو۔ لیکن موجودہ کورانہ تقلید کے ماتحت مسلمانوں نے ازراہ تقلید یورپ ایسا کرنا شروع کر دیا۔ جو شرعاً اور طباً مذموم ہے۔

حاصل کلام یہ معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا قرآن و حدیث' اجماع' قیاس اور نقلاً و شرعاً وطباً

ہر ہر طرح کی بیماریوں اور اسوۂ رسول کی نافرمانیوں کا سبب ہے۔لہذا ہر کلمہ گو مسلم پر فرض ہے کہ آج کی تاریخ سے اس فعل بد سے توبتہ النصوحا کر ڈالے اور آئندہ اس حرکت کو بھولے سے بھی نہ کرے۔

مونچھ ترشوانا

شروع سے اب تک داڑھی بڑھانے کی اہمیت قرآن مجید' حدیث شریف' فقہ' تفسیر اور دلیل عقلی اور طبّی حیثیت سے بیان کی گئی ہے اس کے ضمن میں مونچھوں کا ترشوانا اور پست کرانا آچکا ہے- لیکن مونچھ تراشی کے سلسلے میں چند حدیثیں بیان کی جارہی ہیں-

بعض لوگ داڑھی بڑھانے کے بجائے مونچھوں کو بڑھاتے ہیں- نہ وہ ترشواتے اور پست ہی کراتے ہیں بلکہ لمبی لمبی مونچھوں کے رکھنے کو باعث فخر اور عزت سمجھتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھ کو ترشوانے اور پست کرانے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو اپنی مونچھوں کو پست نہ کرائے وہ ہم لوگوں میں سے نہیں ہے-

(مَنْ لَّمْ يَاخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا-) جو اپنی مونچھوں کے بالوں کو نہ ترشوائے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے-

(احمد' ترمذی' نسائی)

مسند دیلمی وغیرہ کی چند حدیثوں کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے جن سے آپ سمجھ جائیں گے کہ لمبی مونچھوں کا رکھنا اور ان کو نا ترشوانا حرام ہے- چنانچہ ارشاد ہے "تم میں براوہ شخص ہے جو اپنی مونچھیں اچھی طرح کم نہ کرائے- اور تم میں اچھا وہ شخص ہے جو اپنی مونچھیں اچھی طرح کم کرائے"- (دیلمی)

مسلمانو! تم اپنی مونچھیں کم کرایا کرو- جب بنی اسرائیل نے مونچھیں کم نہ کرائیں تو ان کی عورتیں زناکار ہوگئیں- (دیلمی)

جس کی مونچھیں اچھی طرح کتری ہوئی نہ ہوں اس کی دعا خدا کے نزدیک مقبول نہیں- (دیلمی) اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا- اسے حوض کوثر کا پانی نہ ملے گا' اس پر اس کی قبر کے اندر سخت عذاب ہوگا اور منکر نکیر اس سے غضب اور غصے کے ساتھ سوال وجواب کریں گے (کرمانی)

بڑی بڑی مونچھوں کو آپ نے شیطان کے سونے بیٹھنے کی جگہ فرمایا ہے (دیلمی) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کا مہمان ہوا اور میری مونچھیں کچھ بڑھ رہی تھیں آپ نے ان کے نیچے مسواک رکھ کر تیر کے پھل سے خوب مبالغہ کے ساتھ کم کر دیں یہاں تک کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ صاف نظر آنے لگا (ابوداؤد)

مونچھوں کو اس قدر پست کرانا چاہئے کہ ہونٹ کا زیریں حصہ صاف نظر آنے لگے امام نوویؒ فرماتے ہیں "مونچھوں کے کتروانے میں مختار قول یہی ہے کہ اتنی پست کرائے جس سے ہونٹ کا کنارہ صاف ظاہر ہو جائے اور بالکل نہ منڈائے مونچھوں کے کم کرانے میں بھی اکثر مسلمان تساہل کرتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ بھی اصل اسلام اور عین فطرت میں داخل ہے اور تقریباً ہر فرقہ کا اس پر اتفاق ہے۔

فتاویٰ سراجیہ میں ہے۔

(یَنْبَغِی اَنْ یَّاخُذَ الرَّجُلُ مِنْ شَارِبِهٖ حَتّٰی یَصِیْرَ مِثْلَ الْحَاجِبِ)	مونچھوں کو اتنی پست کرانا چاہئے کہ ابرو کے مانند ہو جائیں۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

"مونچھوں کو پست کرانا اہل سنت والجماعت کی علامت ہے اور ان کو بڑھانا رافضیوں کی نشانی ہے"

بالکل منڈوانے اور دونوں باتوں میں اختیار ہونے کے جواز کی دلیلیں بھی ہیں مگر احسن طریقہ وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ (واللہ اعلم وعلمہ اکمل واتم)

سر کے بال

سر پر سنت کے مطابق بالوں کا رکھنا سنت ہے اور بوقت ضرورت منڈانا اور ترشوانا بھی جائز ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(کَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی نِصْفِ اُذُنَیْهِ) (شمائل ترمذی)	رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے بال نصف کان تک ہوتے۔

اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

(کَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَ دُوْنَ الْوَفْرَةِ.) (شمائل ترمذی)

رسولؐ کے سر کے بال کان کے لو تک کبھی ہوتے اور کبھی اس سے زیادہ۔ اور کبھی مونڈھوں تک (یعنی نہ زیادہ لمبے ہوتے اور نہ زیادہ چھوٹے)

رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں تین قسم کے الفاظ آئے ہیں جمہ 'وفرہ 'اور لمہ۔ مجمع البحار میں ہے جو بال کانوں کی لو تک ہوں وہ وفرہ ہیں پھر اس سے نیچے جمہ پھر اس سے نیچے لمہ جو مونڈھوں تک ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کے مختلف اوقات میں کبھی وفرہ اور کبھی جمہ اور لمہ بال ہوتے تھے۔ تو جس نے جس طرح دیکھا اسی طرح بیان کر دیا۔ اور بعض علماء نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ سر کے اگلے حصہ کے بال نصف کانوں تک پہنچ جاتے تھے۔ اور وسط سر کے بال اس سے نیچے تک اور آخر سر کے بال مونڈھوں تک۔

اور حج اور عمرہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ منڈایا کرتے تھے اور سر کے بالوں کے درمیان بیچ سر میں مانگ بھی نکالا کرتے تھے۔ ادھر ادھر ٹیڑھی مانگ نکالنا خلاف سنت ہے۔ اور اپنے سر اور داڑھی مبارک کے بالوں میں کبھی کبھی خوشبودار تیل اور کنگھی کیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

سر کے کچھ بال منڈانا اور کچھ رکھنا منع ہے (بخاری ومسلم) بعض لوگ پیروں ولیوں اور نبیوں کے نام اپنے سروں پر چوٹیاں رکھتے ہیں اور نذر مانتے ہیں یہ شرک اور حرام ہے۔

سفید بال

عمر طبعی میں پہنچ کر بالوں کا سفید ہونا موت کے آنے کی خبر دیتا ہے اور یہ خدا کا نور بھی ہے۔ لہٰذا سفید بالوں کا اکھاڑنا اور دور کرنا جائز نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُوْرُ

سفید بالوں کو نہ اکھیڑو کیونکہ یہ مسلمان کا

الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ بِهَا حَسَنَةً وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً-)

(ابو داؤد)

نور ہے-جو حالت اسلام میں بوڑھا ہوا تو اللہ تعالیٰ ہر ہر بال کے بدلے میں نیکی لکھتا ہے-اور ہر ہر بال کے بدلے گناہ کو معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں درجے کو بلند کرتا ہے-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ-)

(ترمذی)

جو اسلام میں بوڑھا ہوا تو قیامت کے روز ان سفید بالوں کی وجہ سے اسے روشنی عطا کی جائے گی-

حضرت سعید بن مسیبؓ نے بیان فرمایا-

كَانَ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ اَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَاَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ وَاَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهُ وَاَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَبِّ زِدْنِيْ وَقَارًا-)

(رواه مالك)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے مہمان نوازی کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے اپنی مونچھوں کو تراشا-اور سب سے پہلے اپنی داڑھی میں سفید بالوں کو دیکھا- تو فرمایا اے میرے پروردگار! یہ کیا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب میں فرمایا- کہ اے ابراہیم یہ سفید بال عزت و تعظیم اور وقار کا سبب ہے-ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا-اے میرے رب! اس وقار کو زیادہ بڑھادے- لہٰذا سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو نوچنا اور اکھیڑنا حرام ہے-

غور کرنے کی بات ہے کہ جب داڑھی کے سفید بالوں کا اکھاڑنا اور دور کرنا منع ہے تو بڑھاپے میں داڑھی کا منڈانا بدرجہ اولیٰ حرام ہے-اللہ تعالیٰ بوڑھے آدمی کی عزت کرتا ہے تو

بوڑھے کو بھی اس کی عزت کرنا چاہئے-اور اس کے حکموں پر عمل کرنا چاہئے-

خضاب

مذکورہ بالا حدیثوں سے سفید بالوں کی فضیلت اور عزیمت ثابت ہو رہی ہے لیکن سر اور داڑھی کے بالوں میں مہندی کا خضاب لگانا بھی جائز ہے-حضرت ابو بکرؓ کے والد ماجد بڑھاپے میں مشرف باسلام ہوئے-تو آپ نے ان سے فرمایا "تم اپنے سر اور داڑھی کے سفید بالوں میں خضاب لگالو-(مسلم' احمد)

اور رسول اللہ ﷺ بھی کبھی سرخ خضاب' کبھی وسمہ اور مہندی کا اور کبھی ورس کا اور زعفران کا خضاب لگایا کرتے تھے (ابو داؤد) اور فرمایا کرتے تھے "عیسائی اور یہودی خضاب نہیں لگاتے تم خضاب لگایا کرو (بخاری و مسلم) لیکن سیاہ اور کالے خضاب سے منع فرمایا کرتے تھے-چنانچہ فرمایا-واجتنبو السواد-(مسلم) کالے خضاب سے بچو-

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿یَکُوْنُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ	آخر زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے
یَخْضِبُوْنَ بِھٰذَا السَّوَادِ	جو ایسا سیاہ اور کالا خضاب لگائیں گے جیسے
کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَایَجِدُوْنَ	کبوتروں کے سینے سیاہ ہوتے ہیں-ایسے
رَائِحَةَ الْجَنَّةِ﴾ (ابو داؤد و نسائی)	لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب لگانا درست نہیں ہے حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں-اس حدیث کی سند قوی ہے اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے "طبرانی اور ابن ابی عاصم میں حدیث ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والوں کے چہرے قیامت کے دن سیاہ ہوں گے-" یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے مگر مسئلہ اس کا صحیح حدیثوں کے موافق ہے-امام نووی فرماتے ہیں-

(وَالصَّحِیْحُ بَلِ الصَّوَابُ اَنَّهٗ حَرَامٌ)	صحیح بلکہ ٹھیک بات یہی ہے کہ سیاہ خضاب لگانا حرام ہے-

اسلام ایک فطری مذہب ہے جس میں صفائی اور ستھرائی کی زیادہ تاکید کی گئی ہے اور

جسمانی ظاہری حالات کی اصلاح اور سنوارنے کی اہمیت بیان کی ہے۔ سر کے بالوں کا رکھنا' منڈانا اور ترشوانا اور تیل و کنگھی کرنا سر کی زینت ہے اور داڑھی رکھنا اور مونچھوں کو ترشوانا چہرے کی زیبائش ہے۔ اسی طرح ہاتھ پیر کے ناخنوں کا اور بغل اور زیر ناف کے بالوں کا تراشنا فطرت سے ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن کے اندر اندر ناخنوں کو اور ان پوشیدہ بالوں کو تراش لینا چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

(وَقَّتَ لَنَافِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِاَنْ لاَّ نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔) (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے مونچھ اور ناخن کے تراشنے اور بغل اور زیر ناف کے بالوں کی صفائی کے بارے میں یہ وقت مقرر فرما دیا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ نہ چھوڑیں بلکہ اس سے پہلے ہی ہم صاف کر لیا کریں۔

اسلامی لباس

ظاہری اسلامی صورت تو عام طور پر مسلمانوں نے بدل ہی ڈالی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی لباس کو بھی بدل ڈالا ہے۔ حالانکہ اسلام نے اس کی بہت بڑی اہمیت بیان کی ہے اور اس کو زینت اور ستر پوشی کا ذریعہ بنایا ہے۔ شریعت کے دائرے میں رہ کر اچھا لباس پہننا اور زیب و زینت کرنا بھی درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)

عبادت کے وقت زینت کی چیزوں کو پہنو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ۔)

اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو نعمتیں اس نے اپنے بندے کو دے رکھی ہیں ان کا اثر اس پر دکھائی دے۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اچھی حیثیت عطا فرمائی ہے تو اچھا لباس استعمال کرنا چاہئے اور باوجود وسعت کے بطور بخیلی خراب لباس استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا ہے۔اور جو شخص خاکساری اور تواضع کے طور پر سادہ اور معمولی لباس استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت فرمائے گا۔(ابوداؤد)

ایک شخص نے عرض کیا" مجھے اس امر کی خواہش رہتی ہے کہ میرے کپڑے عمدہ ہوں سر پر تیل لگا ہوا ہو' جوتی بھی اچھی ہو" اسی طرح اور بہت سی چیزوں کا اس نے ذکر کیا۔ یہاں تک کہا۔" مجھے خواہش رہتی ہے کہ میرا کوڑا بھی اچھا ہو"

آپ نے سن کر فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (مسلم)	اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔یارسول اللہ! کیا یہ تکبر ہے کہ میں اچھا لباس پہنوں' آپ نے فرمایا ہر گز نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور خدا اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔(ابن ماجہ)

اسلام نے مرد اور عورت کے لباس میں نمایاں فرق رکھا ہے۔مردوں کے لئے ٹخنوں سے نیچے پاجامہ' چادر' لنگی وغیرہ کے لٹکانے سے منع کیا ہے اور عورتوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔مردوں کو ریشمی لباس کے استعمال سے منع کیا ہے اور عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔مردوں کو باریک کرتے کی اجازت ہے اور عورتوں کو باریک کپڑے کے پہننے کی ممانعت ہے۔ان سب کی تفصیل حدیثوں سے سنئے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہ بند یا پاجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا اور نہ اس کو گناہوں سے پاک کرے گا اور نہ اس سے ہم کلام ہو گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہیں۔(ابن ماجہ)

ایک ایسے متکبر شخص کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا جو قیامت تک دھنستا ہوا چلا جائے گا(بخاری)اور اس ٹخنے سے نیچے کے جسم کو جہنم کی آگ لپک لے گی۔(بخاری)اور اس

شخص کی نہ نماز مقبول ہے اور نہ وضو ہوتا ہے۔(ابو داؤد) مردوں کے آدھی پنڈلی تک ہونا افضل ہے اور ٹخنے تک جائز ہے اس سے نیچے حرام۔(ابو داؤد) عورتوں کو ٹخنے سے نیچے تک ہی رکھنا چاہئے کرتے کی آستین بھی پہونچے تک ہونی چاہئے (ترمذی) کرتے یا پاجامے وغیرہ کپڑے کو دائیں جانب سے پہننا شروع کرے (ترمذی) اور اتارے پہلے بائیں جانب سے (بخاری و مسلم)

نیا کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔	خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور مجھے یہ عطا فرمایا حالانکہ مجھ میں اس کے حاصل کرنے کی قوت و طاقت نہ تھی۔

(ابو داؤد)

مرد کو اگرچہ وہ نابالغ ہی ہو نرے ریشم کا کپڑا پہننا حرام ہے اور ریشمی گدیوں پر بیٹھنا اور ریشمی بستر پر سونا بھی حرام ہے اسی طرح سونا پہننا' سونے کی چین' بٹن' انگوٹھی وغیرہ بھی مردوں پر حرام ہیں۔اس کے خلاف کرنے والے مردوں پر اللہ تعالیٰ جنت کی نعمتوں کو حرام کردے گا۔اور انہیں جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں رسوا اور ذلیل کر کے داخل کرے گا۔اور سخت عذاب ہوگا۔ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں نازل ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صورتیں دنیا میں بدل دے۔سور یا بندر بنادے۔یا ان پر آسمان سے پتھر برسائے یا زمین میں دھنسادے (ترغیب وغیرہ)

مردوں کو عورتوں کا سا لباس پہننا' (تشبہ بالنساء) کی وجہ سے حرام ہے۔سفید کپڑا پہننا افضل ہے۔ریشم اور سرخ کپڑے کے علاوہ ہر قسم کا سوتی اونی کپڑا پہننا درست ہے اور عمامہ باندھنا بھی سنت ہے اور ٹوپی پہننا بھی۔عمامہ کے بغیر ٹوپی اوڑھنا ضروری ہے۔بوقت ضرورت چاندی کی انگوٹھی بھی دائیں ہاتھ میں پہننا سنت ہے اور جوتا موزہ پہننا بھی حدیثوں سے ثابت ہے۔

عورتوں کا لباس سر سے پاؤں تک ہے یعنی سرپوشی کے لئے دوپٹہ اوڑھنی اور باقی بدن کے چھپانے کے لئے کرتا' پاجامہ' چادر وغیرہ ٹخنے تک ہونا ضروری ہے۔لیکن ایسا باریک

لباس پہننا جس سے بدن کا اندرونی حصہ نظر آجائے عورتوں کے لئے خصوصیت سے ناجائز ہے اور ایسا باریک لباس استعمال کرنے والی عورتیں سخت مجرم بلکہ جہنمی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رَؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا) (مسلم)

دو قسم کے لوگ دوزخی ہیں جن کو ابھی میں نے نہیں دیکھا ہے۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ گائے کے دم کی طرح کوڑے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو (ظلماً) ماریں گے (یعنی حاکم وغیرہ ظالم ہوں گے) چنانچہ موجودہ زمانے میں ایسے لوگ حکمران ہیں) دوسرے وہ عورتیں جو بظاہر کپڑے پہنے ہوں گی اور حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی فریفتہ کرنے والی ہوں گی اور ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ایک جانب جھکے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہونگی حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے پائی جائے گی۔

اور عورتوں کو چست کپڑا پہننا جائز نہیں ہے جس سے بدن کا نمایاں حصہ معلوم ہو۔ عورتوں کو مستورات کہتے ہیں جس کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیزیں۔ یعنی سوائے چہرہ اور ہتھیلی کے عورت کے لئے سارا جسم چھپانا ضروری ہے یہاں تک کہ سر اور دونوں ہاتھوں کو اور پیر تک سارا جسم کپڑے سے ڈھانکے رہیں بانہوں اور بازؤوں کا کھلا رکھنا بے پردگی میں داخل ہے۔

عورتوں کے لئے زیورات کا استعمال بھی جائز ہے مگر خاوند کو دکھانے کے لئے نہ کہ غیروں کے دکھانے کے لئے۔ جو عورتیں اپنی زینت وسنگار کو غیر مردوں کو دکھاتی پھرتی ہیں

وہ ملعونہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّيْنَةِ فِي غَيْرِاَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمَ الْقِيْمَةِ لاَ نُوْرَلَهَا) (ترمذی)

غیروں کے سامنے زینت کے ساتھ نازو انداز سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے قیامت کے روز کی تاریکی کہ اس میں روشنی نہیں ہے۔

موجودہ زمانے میں بے پردگی عالمگیر ہے کسی کا چہرہ کھلا ہوا ہے، کسی کا سر کھلا ہوا، کسی کا سینہ کھلا ہوا اور بغل تک باہیں کھلی ہوئی ہوتی ہیں اور بعض کے نصف پیر یعنی گھٹنے سے ٹخنے تک کھلے رہتے ہیں یہ سب عریانی کے حکم میں داخل ہیں۔ اور اس قسم کا لباس معصوم نابالغ بچیوں کو پہنایا جاتا ہے جو شرعاً حرام ہیں۔

غیور مسلمانوں کو چاہئے کہ خود شرعی لباس پہنیں اور اپنی مستورات اور لڑکیوں کو بھی اسلامی لباس پہنائیں ورنہ خدا کے نزدیک دیوث کہلائیں گے۔ مردوں کو مہندی لگانا یعنی ہاتھ اور پیر میں ناجائز ہے۔ اور اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں جن کو ہم نے اسلامی پردہ اور اسلامی خطبات میں بیان کر دیا ہے۔ یہاں پر چند باتیں مختصراً گوش گذار کر دی ہیں۔ اسی میں ہماری اور آپ کی خیر خواہی ہے۔ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلیں گے تو ہمارا ہی فائدہ ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کی فرمانبرداری کرتے رہیں اللہ ہمیں اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۔ اٰمِيْنَ

۴۰۰ سے زائد صفحات کے اضافے کے ساتھ ایک بہترین علمی پیشکش

تفسیر ابن کثیر

از قلم: امام حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد جوناگڑھی

قیمت نہایت مناسب
صرف 1100 روپے



اردو زبان میں پہلی مرتبہ تحقیق و تخریج کا اہتمام

۵ جلدوں پر مشتمل

دو رنگہ طباعت

اصح الکتب بعد کتاب اللہ

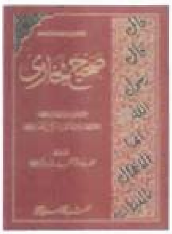
صحیح بخاری

حضرت مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ

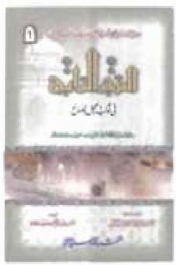
تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ ● اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا انصاف پسندانہ تجزیہ ● فتح الباری عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ شروحات سے منتخب علمی فوائد

مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تشریح عربی متن جلی خط میں اعراب کے ساتھ ترجمہ نہایت آسان، با محاورہ اور عوام اور خواص کے لیے یکساں مفید

۸ جلدوں پر مشتمل ● قیمت انتہائی مناسب



اعمال صالحہ اور ان کے اجر و ثواب سے متعلق احادیث نبویہ کا بے مثال مجموعہ



المتجر الرابح

فی ثواب العمل الصالح

حافظ امام ابو محمد شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی

۲ جلدوں پر مشتمل ● جاذب نظر

ڈاکٹر عبد الرحمن یوسف

آپ کی زندگی کا رخ بدل دینے والی کتاب
ظاہری اور معنوی حسن سے مزین

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان

مرتب: الشیخ محمد فؤاد عبد الباقی

ترجمہ: مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ ● مولانا عبد الرشید تونسوی

